﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 21 — جمعۃ المبارک 13/جون 2014ء — شمارہ 24

15/شعبان 1435 ہجری قمری ❁ 13/احسان 1393 ہجری شمسی

اللہ تعالیٰ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے

حضرت مقدام بن معد یکربؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا:
اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ماؤں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آباء سے حسن سلوک کی تلقین کرتا ہے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ رشتہ دار اور تعلق دار۔

(سنن ابن ماجه كتاب الادب باب بر الوالدين حديث نمبر 3651)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

نظام خلافت دائمی ہے

خداتعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے

خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یَرِثُھَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح۔ اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خداتعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خداتعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علّت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خداتعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں...... پس یہ حقیر خیال خداتعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس امّت کے تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر اس کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی امّت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس امّت کے لئے دکھلانا اُس کو منظور نہ ہوا۔ کیا عقل سلیم خدائے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی۔ ہرگز نہیں۔ اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہ ناطق ہے۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ (الانبیاء:106) کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یَرِثُھَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو‘‘۔

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 354,353)

’’اس بات کو عقل ضروری تجویز کرتی ہے کہ چونکہ الٰہیات اور امور معاد کے مسائل نہایت باریک اور نظری ہیں گویا تمام امور غیر مرئی اور فوق العقل پر ایمان لانا پڑتا ہے، نہ خداتعالیٰ کبھی کسی کو نظر آیا نہ کبھی کسی نے بہشت دیکھی اور نہ دوزخ کا ملاحظہ کیا اور نہ ملائک سے ملاقات ہوئی‘ اور علاوہ اس کے احکام الٰہی مخالف جذبات نفس ہیں اور نفس امّارہ جن باتوں میں لذت پاتا ہے احکام الٰہی ان سے منع کرتے ہیں۔ لہٰذا عندالعقل یہ بات نہ صرف احسن بلکہ واجب ہے کہ خداتعالیٰ کے پاک نبی جو شریعت اور کتاب لے کر آتے ہیں اور اپنے نفس میں تاثیر اور قوت قدسیہ رکھتے ہیں یا تو وہ ایک لمبی عمر لے کر آویں اور ہمیشہ اور ہر صدی میں ہر یک اپنی نئی امت کو اپنی ملاقات اور صحبت سے شرف بخشیں اور اپنے زیر سایہ رکھ کر اور اپنے پُرفیض پروں کے نیچے ان کو لے کر وہ برکت اور نور اور روحانی معرفت پہنچاویں جو انہوں نے ابتداء زمانہ میں پہنچائی تھی۔ اور اگر ایسا نہیں تو پھر ان کے وارث جو انہیں کے کمالات اپنے اندر رکھتے ہوں اور کتاب الٰہی کے دقائق اور معارف کو وحی اور الہام سے بیان کر سکتے ہوں اور منقولات کو مشہودات کے پیرایہ میں دکھلا سکتے ہوں اور طالب حق کو یقین تک پہنچا سکتے ہوں ہمیشہ فتنہ اور فساد کے وقتوں میں ضرور پیدا ہونے چاہئیں تا انسان جو مغلوب شبہات و نسیان ہے ان کے فیض حقیقی سے محروم نہ رہے کیونکہ یہ بات نہایت صاف اور بدیہی ہے کہ جب زمانہ ایک نبی کا اپنے خاتمہ کو پہنچتا ہے اور اس کی برکات کے دیکھنے والے فوت ہو جاتے ہیں تو وہ تمام مشہودات منقولات کے رنگ میں آجاتے ہیں۔ پھر دوسری صدی کے لوگوں کی نظر میں اس نبی کے اخلاق اور اس نبی کی عبادات اور اس نبی کا صبر اور استقامت اور صدق اور صفا اور وفا اور تمام تائیدات الٰہیہ اور خوارق اور معجزات جن سے اس کی صحت نبوت اور صداقت دعویٰ پر استدلال ہوتے تھے نئی صدی کے لوگوں کو کچھ قصے سے معلوم ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ انشراح ایمانی اور جوش اطاعت جو نبی کے دیکھنے والوں میں ہوتا ہے دوسروں میں وہ بات پائی نہیں جاتی۔‘‘ (شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 345)

’’جب ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں اور غور کی نگہ سے اس کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی باآواز بلند یہی فرما رہا ہے کہ روحانی معلموں کا ہمیشہ کے لئے ہونا اس کے ارادہ قدیم میں مقرر ہو چکا ہے...... پھر بعض اور آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور خداوند کریم نے یہی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلم جو انبیاء کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں اور وہ یہ ہیں وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ (النور:56) یعنی خداتعالیٰ نے تمہارے لئے اے مومنان امّت محمدیہ وعدہ کیا ہے کہ تمہیں بھی وہ زمین میں خلیفہ کرے گا جیسا کہ تم سے پہلوں کو کیا...... ان آیات کو اگر کوئی شخص تامّل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خداتعالیٰ اس امّت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خداتعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر ہمیشہ کے لئے ابواب سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے۔‘‘

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 351 تا 353)

مجلس سوال و جواب

دَجّال کی حقیقت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ مختلف مجالس عرفان و مجالس سوال و جواب میں دجال کی حقیقت سے متعلق بھی سوالات ہوئے۔ مکرم منیر احمد شاہین صاحب مربی سلسلہ نے اس موضوع پر حضور رحمہ اللہ کے جوابات کو یکجائی طور پر مرتب کیا ہے اور بعض اہم اور ضروری امور سے متعلق حوالہ جات بھی آخر پر درج کئے ہیں۔ فجز اہ اللہ احسن الجزاء۔ ذیل میں ایک مجلس میں حضور رحمہ اللہ کا فرمودہ جواب اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔ امید ہے قارئین کرام اور بالخصوص داعیان الی اللہ اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔ (مدیر)

....

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ نے 22؍فروری 1989ء کو لندن میں منعقدہ مجلس سوال و جواب میں دَجّال کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دَجّال کا نقشہ کھینچا ہے۔ وہ اِتنا واضح ہے کہ اُس کے بعد کسی شخص کو یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں کہ آخری زمانہ آیا ہے کہ نہیں؟ دَجّال کے متعلق جس کا مسیح سے پہلے آنا ضروری ہے اَور آخری زمانے کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایک بہت ہی دَراز قد اِنسان ہے۔ اِتنا اُونچا قد ہے کہ گویا آسمان سے باتیں کررہا ہے اَور ایک آنکھ سے کانا ہے۔ یعنی دائیں آنکھ اُس کی اَندھی ہے اُس میں کوئی نُور نہیں، بائیں آنکھ بہت بڑی اَور روشن ہے اَور اِتنی روشن ہے کہ اُس کے اَندر بصیرت ہے کہ وہ پاتال کی خبریں لاتی ہے۔ زمین کے اَندر جو کچھ ہے اُس پہ بھی نظر ہے اُس کی اَور وہ ایسا طاقتور ہے کہ دُنیا کی ساری قوموں کو فتح کرلے گا۔ اَور کسی کی مجال نہیں ہوگی کہ اُس کا مقابلہ کرسکے اَور بڑے حیرت انگیز operations بھی کرے گا۔ قوموں کو پھاڑے گا پھر اِکٹھا کرے گا۔ کبھی مارے گا کبھی زندہ کرے گا۔ وہ خوراک لے کر ساتھ پھرے گا اَور جہاز خوراک سے لدے ہوئے ہوں گے اُس کے ساتھ، جو قومیں اُس کی بات مانیں گی اُس کی غلامی قبول کریں گی اُن کو معاشی لحاظ سے بڑی مدد دے گا۔ وہاں حیرت انگیز ترقیاں ہوں گی اَور آسمان اُن کے لئے پانی بَرسائے گا اَور فاقوں سے نجات پائیں گے۔ اَور جو قومیں اُس کا اِنکار کریں گی اُن کو بھوکے مارے گا۔ وہاں drought پیدا ہوجائیں گے، بڑی بڑی سختیاں پیدا ہوں گی، قحط پیدا ہوں گے۔ یہ ساری علامتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی شخصیت سے متعلق بیان فرمائیں۔ (1)

مسلمان علماء اکثر جو جماعت اَحمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ وہ چونکہ ظاہری طور پر اِس حدیث کا مطلب لیتے ہیں۔ وہ اَبھی تک اِنتظار کررہے ہیں۔ اُن کے لئے آخری زمانہ آیا ہی نہیں۔ اِس لئے جو سوال کرنے والا ہے اُس کو پہلے دِکھانا پڑے گا کہ ہم کِس طرح اِن پیشگوئیوں کے معنے لیتے ہیں۔ پھر اُس کی عقل اُس کی فراست خود فیصلہ کرے گی کہ جماعت اَحمدیہ جو تعبیر کررہی ہے وہ سچّی ہے یا غلط ہے۔ علماء کی تعبیر کو اَگر سچّا مانیں کہ سچ مچ کا ایک کانا دیو پیدا ہو تو جب تک وہ دیو نہ پیدا ہو اِن کا نہ آخری زمانہ آنا ہے، نہ اِن کا مسیح آنا ہے، نہ مہدی آنا ہے۔ دن بدن حالت بَد سے بَدتر ہوگی کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں۔ وہاں یہ بات واضح کردی ہے کہ جب اُمّت محمدیہ کے دِن خراب ہوں گے تو پھر مسیح اَور مہدی کے آئے بغیر پلٹیں گے نہیں! پھر اُن میں اِنقلاب نہیں آئے گا۔ بہرحال زندگی پھر ہی نہیں سکتی جب تک کہ یہ واقعہ نہ ہوجائے کہ آسمان سے خدا اُن کو بھیجے۔ جب یہ شرط ہوگئی تو مسیح سے پہلے آنے والا ہی نہیں آیا تو آخری زمانہ کہاں سے ظاہر ہوجائے گا اَور جب تک وہ کانا پیدا نہ ہو اُس وقت تک اُمّتِ محمدیہ کے دِن پھر ہی نہیں سکتے۔ پھر یہ کوششیں بھی چھوڑ دیں۔ یہ ختمِ نبوّت کی کانفرنسیں، مختلف جماعتیں جو بنی ہوئی ہیں۔ کہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا ہے کہ یہ جماعتیں پیدا ہوں گی تو اُمّت کو بچالیں گی؟ مسیح کے آئے بغیر بچنا ہی نہیں ہے اِس لئے یہ ساری کوششیں بیکار جائیں گی۔

مشکل یہی ہے کہ آخری زمانے کی علامتیں جو رسولِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھول کر بیان فرمائیں وہ دیکھنے والی آنکھیں ہی نہیں رہیں۔ صاف لکھا ہوا نظر آرہا ہے پہچانتے نہیں۔ جماعت اَحمدیہ کے نزدیک آخری زمانہ آچکا ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک بڑے بُلند قامت شخص سے مُراد قوم ہے نہ کہ شخصِ واحد اَور جو اُس کے نقشے کھینچے ہوئے ہیں وہ پورے ہوچکے ہیں۔ مغربی قومیں، عیسائی قومیں مُراد ہیں۔ اُن کی aids چلتی رہتی ہیں دُنیا میں، گندم کے پہاڑ لگا دیتے ہیں وہ جن ملکوں کو غلام بنانا چاہتے ہیں۔ جہاز بھر بھر کے پاکستان میں بھی، دیگر علاقوں کی طرف جاتے رہے ہیں اَور اَبھی بھی جارہے ہیں مختلف ممالک میں۔ اَور جن کو یہ دَبانا چاہتے ہیں اُن سے aid کھینچ لیتے ہیں۔ وہاں فاقے پڑتے ہیں، بُرے حال ہوتے ہیں۔ قوموں کی قومیں موت کے کنارے تک پہنچ جاتی ہیں۔ Africa میں اَب کیا ہوا ہے؟ وہاں اِن کو پتہ تھا کہ چار، پانچ سال بعد بڑا سخت قحط آنے والا ہے۔ خود اِن کے اِداروں نے پیشگوئیاں کی ہوئی تھیں۔ United Nations نے تفصیل سے لکھا ہوا تھا اُن کے ماہروں نے کہ فلاں وقت تک شروع ہوگا یہ قحط، کِس طرح پھیلے گا؟ کِن کِن ممالک کو اَپنی زَد میں لے گا؟ کیا اِس کے اَقدامات ہوں گے؟ چُپ کرکے بیٹھے رہے کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ اِن کو، جب تک یہ ہمارے نظام کو قبول نہ کریں۔ Africa میں left کی طرف رُجحان زیادہ ہورہا تھا اَور Ethiopia میں خاص طور پر، leftest حکومت تھی، Russian حکومت کے تابع۔ اُن کو یہ سبق دینا چاہتے تھے اَور دَرحقیقت تو خدا مجبور کررہا تھا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری کروانے کے لئے تدبیر ہوئی تھی۔ کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے اِس لئے بہرحال پوری ہونا تھی۔ تو جن لوگوں نے تعاون نہیں کیا اُن کو اِنہوں نے بھوکا ماردیا۔ جو لوگ اِن سے تعاون کرتے ہیں اُن کو یہ روٹی دِکھاتے ہیں۔ روٹی دیتے ہیں، مکھن دیتے ہیں۔ یہ سارے حالات تفصیل سے پورے ہوچکے ہیں۔ اَگر قوم معنے لئے جائیں دَجّال سے تو اِس قوم کا ساری دُنیا پر غلبہ ہو بھی چکا اَور بڑی دیر سے ہؤا، ہؤا ہے۔ اَب تو غلبے ہٹنے کے دِن بھی آنے شروع ہوچکے ہیں۔ اَور اَبھی تک یہ دوسرے علماء اِنتظار کررہے ہیں کہ علامتیں دِکھاؤ آخری زمانے کی؟

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دَجّال کی پہچان کے لئے کچھ اَور علامتیں ایسی واضح فرمائیں جس کے بعد کِسی سمجھدار کے لئے اِنکار کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ فرمایا وہ صلیب کا گویا پُجاری ہوگا۔ یعنی جس مسیح نے دَجّال کو قتل کرنے آنا ہے اُس کی نشانی یہ بتائی کہ وہ صلیب کو توڑے گا اَور دَجّال کو قتل کرے گا اَور سؤر کو مارے گا۔ (2)

اَب یہ تین بُنیادی علامتیں ایک جگہ اِکٹھی فرمادیں۔ سؤر، صلیب اَور دَجّال اِن کا مقابلہ کرنا ہے مسیح نے۔ اَب آپ بتائیے کہ سؤر اَور صلیب اِکٹھا اَگر نام لیا جائے تو کون سی قوم اُبھرتی ہے؟ سؤر کھانے والے تو اَور بھی ہیں لیکن صلیب کے پُجاری سؤر کھانے والے سوائے عیسائیوں کے اَور کوئی نہیں۔ مُراد یہ تھی کہ عیسائی قوم سے ٹکرلے گا۔ دَجّال کو مارے گا، بتادیا کہ دَجّال یہی لوگ ہیں جن کی یہ نشانیاں ظاہری طور پر بتادیں۔ کِسی کے ذہن میں جو شک رہ سکتا تھا اُسے اَور بھی کھول دیا پھر، اِتنا واضح کردیا کہ اُس کے بعد کوئی زبردستی آنکھیں بند کرے تو نہیں دیکھے گا وَرنہ اُس کو نظر آجائے گا۔

فرمایا دَجّال کا گدھا بھی خدا نے مجھے دِکھایا ہے اَور اُس گدھے کی علامتیں تفصیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن پیشگوئیوں میں بیان فرمائیں جو کثرت سے حدیثوں میں ملتی ہیں۔ مسلمان علماء کو سوچنا چاہیے تھا کہ ایک گدھے کا ذکر آئندہ پیشگوئیوں میں آخر کیا مطلب؟ کبھی کِسی نبی نے گدھے کی باتیں اِس طرح تفصیل سے نہیں کیں۔ اَور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے نبی، سب اَنبیاء سے اَفضل، ایک گدھے کو کیوں اہمیت دے رہے ہیں؟ اِس بات کو نہیں سمجھے۔ گدھا صرف علامت تھا ایک سواری کی، اَور یہ بات (ذہن میں) بٹھانے کے لئے گدھے پر زور دیا گیا تھا کہ لوگ سمجھ سکیں کہ جس قوم کی یہ سواری ہوگی، جس قوم نے ایسی سواریاں ایجاد کی ہوں گی وہی دَجّال ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ دَجّال کا ایک گدھا ہوگا اُس کی نشانی یہ ہے کہ وہ آگ کھا کے چلے گا۔ اَب آگ کھا کے چلنے والا گدھا تو آج تک پیدا نہیں ہوا ناں کوئی؟ نہ کوئی سوچ سکتا ہے، نہ اُس زمانے میں کوئی سوچ سکتا تھا کہ آگ کِسی سواری کی power بن سکتی ہے۔ fire-power کے ذریعہ بھی کوئی سواری چل سکتی ہے۔ حیرت انگیز پیشگوئی۔ لیکن اَبھی یہ صرف آغاز ہے اِس کا۔ پھر فرمایا وہ جو گدھا دَجّال کا ہے اُس کے پیٹ کے اَندر لوگ سوار ہوا کریں گے۔ اَب پیٹ میں کہاں سے داخل ہوں گے؟ فرمایا اُس کی side پہ سوراخ ہوں گے داخلے کے لئے۔‘‘

سامعین میں سے ایک بچہ بولا، ’’Aeroplane‘‘

حضورؒ:۔ ’’Yes, you've really got it. Not only aeroplane, some others are there.

پھر فرمایا کہ اُس کے اَندر روشنیاں ہوں گی۔ یعنی پیٹ میں جاتے ہوئے خیال آتا ہے کہ اَندھیرا ہوگا گدھے کے پیٹ میں۔ فرمایا نہیں جس گدھے کی ہم باتیں کررہے ہیں جو خدا نے ہمیں دِکھایا ہے اُس کے اَندر روشنیاں جل رہی ہوں گی۔ اَبھی اِن عقل کے اَندھوں کو نہیں پتہ لگتا۔ اِس بچے نے تو فورًا کہہ دیا ہے ’’جہاز‘‘۔ لیکن جنہوں نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اُن کو نہیں سمجھ آتی۔ فرمایا کہ وہ اِتنا تیز چلے گا کہ مہینوں کا سفر دِنوں میں طے کرے گا۔ زمین پر چلنے کا یہ نقشہ کھینچا ہے۔ اَور پھر سمندر میں چلنے کا بھی اُس کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا وہ سمندر میں چلے گا اَور گھٹنوں، گھٹنوں تک ڈوبے گا، زیادہ نہیں ڈوبے گا۔ صاف پتہ چلا کہ وہ تیر رہا ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ ہوا میں بھی اُڑے گا اَور بادلوں سے اُوپر cloud-line سے اُوپر نکل جائے گا۔ اَور اِتنا تیز رفتار ہوگا اَور اِتنا لمبا اُڑے گا، آپ نے فرمایا مثال کے طور پر کہ اُس کا ایک قدم مشرق میں ہوگا تو دوسرا مغرب میں ہوگا۔ یعنی اُس کی flight کراچی سے شروع ہوتی ہے تو Newyork جا کے اُترتی ہے، London جا کے اُترتی ہے یا کِسی اَور جگہ، یہ گدھے کی نشانیاں بتادیں۔ اَب آپ بتائیں کہ سوائے گدھے کے ہر ایک کو سمجھ آجانی چاہیے۔ کیونکہ وہ شعر ہے کہ ؎

پَتّا پَتّا بُوٹا بُوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گُل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

اَب یہ گُل ہی ہے بیچارہ! جس کو نہیں پتہ کہ کیا حال ہے؟ وَرنہ سارے hall کو پتہ لگ گیا ہے۔ یہ نشانیاں، یہاں تک تفصیل بیان فرمائی کہ اُس کے ماتھے پر چاند ہوگا۔ اَب جو علماء ظاہری لفظ پر اَٹکے بیٹھے ہیں کہ جب تک ظاہر کا معنٰی نہ ہو ہم سمجھیں گے نشانی پوری نہیں ہوئی۔ اُن کو اَب تک یہ بھی نہیں پتہ کہ چاند کا حجم کتنا ہے اَور گدھے کا کِتنا ہے؟ گدھے کا جو حجم بیان فرمایا حضور ﷺ نے، فرمایا اُس کے دو کانوں کے دَرمیان ستّر ہاتھ کا فاصلہ ہے۔ اَب کان کی مثال اَگر آپ سمندری جہاز کے لیں تو اُس کا پیٹ کم وبیش اِتنا ہوتا ہے۔ اَوسطًا بیان کیا جاتا ہے اِس بات کو، گاڑی کے اَگلے ڈبے میں بھی ایک کان لٹکا ہوتا ہے، جھنڈی کا، اَور پچھلے ڈبے میں بھی کان لٹکا ہوتا ہے۔ عجیب ہے خدا کی شان! جھنڈیوں کو کان کی شکل بھی دی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سچّی فرمانی تھی اَللہ تعالیٰ نے اَور وہ بھی کم وبیش یہی فاصلہ ہے۔ ہوائی جہاز کے دو کان اُس کے دو پَر جو ہیں اُن کا بھی کم وبیش یہی فاصلہ ہے۔ ہاتھ سے یہ نہیں مُراد کے فٹوں میں یا اِنچوں میں دیکھا آپؐ نے، مُراد ہے کہ بہت بڑا کشادہ ہو۔ اِس تفصیل سے پوری ہوئی۔

اَب اُس کے ماتھے پر چاند کہاں سے آسکتا ہے؟ چاند تو اِتنی بڑی جگہ ہے کہ ایسا گدھا جیسا نقشہ کھینچا ہے، لاکھ گدھے بھی ہوں تب بھی اُس حجم سے بڑا ہے۔ کروڑ گدھوں سے بھی زیادہ، اَرب گدھوں سے بھی زیادہ، اِتنا بڑا ہے چاند ایک گدھے کے size کے مقابل پر کہ اُس کے ماتھے پر چاند آ ہی نہیں سکتا۔ مُراد یہ ہے کہ گول روشنی ہوگی چاند کی طرح، دُور سے دیکھو گے تو بعض اَوقات دھوکہ لگے گا کہ چاند نکل آیا ہے۔ اَور اَمرِ واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ میرے ساتھ بھی یہ واقعہ گزرا کہ ایک دفعہ گاڑی آرہی تھی دُور سے، چاند نکلنے کا بھی کم وبیش وہی وقت تھا بالکل یہ لگ رہا تھا کہ چاند نکل آیا ہے۔ دُور سے اُفق سے کِسی چیز کا نظر آنا اَور ہم یہی سمجھتے رہے کہ چاند نکلا ہے۔ پھر جب چاند قریب آنا شروع ہوا تو پتہ لگا کہ نہیں، (یہ) گاڑی کی روشنی تھی۔ چاند کی شکل گول ہوتی ہے اَور چاند کی شکل ہی کی ساری روشنیاں اِنہوں نے اِیجاد کی ہیں۔ اِتنی تفصیل سے یہ حدیث پوری ہوئی ہے کہ آدمی کی عقل دَنگ رہ جاتی ہے۔ اَور کسی فرقے کے لئے کِسی دوسرے مذہب کے لئے گنجائش نہیں ہے اِس حدیث کے بعد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِنکار کرسکے۔ آپ دیکھ لیں ہوائی جہاز کے اُوپر بھی گول شکل کا چاند لگایا ہوا ہے اِنہوں نے، موٹروں کے اُوپر بھی چاند بنایا ہوا ہے، موٹر سائیکلوں پہ بھی چاند بنایا

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر302

مکرم سامر الصباغ صاحب (1)

مکرم سامر الصباغ صاحب کہتے ہیں:

میرا تعلق شام سے ہے اور اس وقت ملکی حالات کی خرابی کی وجہ سے لبنان میں رہائش پذیر ہوں۔ میری دینی حالت اردگرد کے عام مسلمانوں سے مختلف نہ تھی۔ دین سے گہری وابستگی نہ ہونے کے باوجود یہ اطمینان تھا کہ میرا تعلق فرقۂ اہلِ سنت سے ہے جو اہلِ حق کا فرقہ ہے۔ گو مسلمانوں میں اور بھی فرقے موجود ہیں لیکن ہم انہیں دائرۂ حق سے خارج سمجھتے تھے۔

☆......عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں اکثر یہ گمان ہوتا کہ یہ کسی دیومالائی داستان سے کم نہیں ہے۔ لیکن چونکہ ان کی بعثت کا زمانہ ہمارے خیال میں ابھی بہت دور تھا اسلئے اس کے متعلق کم علمی کی بنا پر مولویوں کے اقوال کو مانتے جاتے تھے کہ جب ایسا واقعہ ہوگا تو ان اقوال کی حقیقت کے بارہ میں سوچیں گے۔

☆...... جہاں تک امام مہدی کا تعلق ہے تو ہمارا پکا ایمان تھا کہ اس نے اہل سنت میں سے ہی آنا ہے اور ہم تو پہلے ہی اس کی جماعت سے ہیں اس لئے کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ مولویوں کے اقوال کے مطابق بعثت امام مہدی بھی کسی دور کے زمانے میں ہونی تھی اور اس کے بارہ میں بھی بہت سے قصے کہانیاں مشہور تھے۔ ان کی صحت اور عدم صحت کے معاملہ میں یہ سوچ کر بحث نہ کرتے تھے کہ اگر زندہ ہوئے تو دیکھ لیں گے بصورت دیگر قبل از وقت خود کو ان مسائل میں الجھانے سے کیا حاصل ہوگا۔

مجھے کبھی یہ خیال نہ آیا تھا کہ اگر امام مہدی کسی اور فرقہ سے آ گیا تو پھر ہمارا موقف کیا ہوگا؟ لیکن مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا ضرور کی تھی کہ اے خدایا اگر میری زندگی میں امام مہدی آ جائے تو مجھے اس کے انصار میں سے بنانا تا نصرتِ حق کے ذریعہ میں تیرا قرب حاصل کرسکوں۔

☆...... ایک اور بات ہمارے لئے کسی اہم عقیدہ سے کم نہ تھی کہ مولویت محض دو میٹر کپڑے کے جُبّے اور خودرَو داڑھی کا ہی نام نہیں ہے بلکہ مولوی حضرات کا کام نہایت مشکل اور اہم ہے۔

احمدیت سے پہلا تعارف

1998ء میں مَیں نے ڈش لگوائی اور اتفاقًا ایک روز ایک ٹی وی چینل پر ایک پروگرام کو دیکھتے ہی میری نظر اٹک کر رہ گئی۔ اس پروگرام میں کہا جا رہا تھا کہ امام مہدی آچکے ہیں۔ میرے لئے یہ پروگرام کچھ عجیب تھا کیونکہ یہ عربوں کے لئے تھا لیکن بات انگریزی میں کی جاتی تھی پھر اس کا ترجمہ ہوتا تھا۔ پھر میں نے اسی چینل پر امام مہدی علیہ السلام کی تصویر دیکھی اور مجھے یاد ہے کہ اس کے نیچے لکھے ہوئے نام کو میں بمشکل پڑھ سکا کیونکہ یہ نام ہمارے لئے کسی قدر غیر معروف تھا۔ یہ اس وقت ایم ٹی اے پر چلنے والا پروگرام لقاء مع العرب تھا۔

چونکہ ان دنوں ایم ٹی اے پر عربی پروگرامز کی نشریات بہت محدود وقت کے لئے تھیں اس لئے متعدد بار یہ چینل دیکھنے کے باوجود نہ تو میرے ذہن میں پیدا ہونے والی الجھن دور ہوئی اور نہ ہی میں نے اس کی حقیقت جاننے کی تکلیف کی۔ بلکہ یہی کہا کہ امت اسلامیہ بے شمار فرقوں کا مجموعہ بنی ہوئی ہے اور ما سوائے اہل سنت کے سب جھوٹے ہیں اس لئے یہ فرقہ بھی ضرور غلطی پر ہے کیونکہ ہمارے علماء نے تو ہمیں آج کل کے زمانے میں کسی مہدی کی آمد کے بارہ میں کچھ نہیں بتایا۔ اس لئے شاید یہ شیعوں کا کوئی فرقہ ہے جو اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف بعض امور پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس لئے ہمیں صحیح اسلامی عقائد کی پابندی کرنی چاہئے اور ایسے فرقوں کا ردّ کرنے کے لئے ہمارے مولوی حضرات موجود ہیں۔

الحوار المباشر

دس سال گزرنے کے بعد 2008ء میں ایک روز میں مختلف چینل لگا لگا کر دیکھ رہا تھا کہ ایم ٹی اے العربیہ لگ گیا جس پر اس وقت پروگرام الحوار المباشر لگا ہوا تھا۔ عیسائیوں کے ساتھ ان کے عقائد کے بارہ میں مدلل گفتگو میری توجہ کا مرکز بن گئی یہاں تک کہ میں اپنے کام پر بھی اسے دیکھنے لگا۔ میرے ساتھ میرے دو بھائی بھی کام کرتے تھے۔ انہوں نے اس پروگرام میں میرا انہماک دیکھا اور ایم ٹی اے کے بعض پروگرام بھی دیکھے لیکن اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔ میرے ساتھ دو دیگر دوست بھی کام کرتے تھے جن میں سے ایک نے علومِ شرعیہ میں ڈگری حاصل کی ہوئی تھی جبکہ دوسرا بھی صوم وصلاۃ کا پابند تھا۔ ان دونوں نے نیز میرے بعض ہمسایوں نے بھی ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد جماعت احمدیہ کے بارہ میں طعن وتشنیع پر مبنی آراء کا اظہار کیا اور بعض نے اس چینل کا سننا حرام قرار دیدیا، یہاں تک کہ میرا ایک ہمسایہ انٹرنیٹ سے جماعت کے خلاف فتویٰ نکال لایا جس میں کذب وافتراء اور الزام تراشی کرتے ہوئے جماعت پر نہایت گندی تہمتیں لگائی گئی تھیں۔ چونکہ میں اپنی دکان پر ایم ٹی اے لگا کر الحوار المباشر دیکھتا رہتا تھا اس لئے بعض اوقات آنے والے گاہکوں کی طرف سے بھی جماعت مخالف تبصرے سننے کو ملتے تھے۔

احتیاط کا اپنا انداز

ساتھیوں، ہمسایوں اور گاہکوں کی مخالفت کے باوجود میں یہ پروگرام نہ چھوڑ سکا۔ ہاں ان کی مخالفت کا اتنا اثر ضرور رہا کہ میں یہ پروگرام دیکھ کر ٹی وی بند کر دیتا یا چینل بدل لیتا تا احمدیوں کے عقائد کے بارہ میں میرے کان میں کوئی بات نہ پڑ جائے۔ کیونکہ میں اپنا دین تبدیل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں اپنے بھائیوں سے بھی یہی کہتا تھا کہ یہ پروگرام بہت مفید اور ایسی معلومات سے بھرا ہے جو ہمارے لئے بالکل نئی ہیں اس لئے اسے ضرور دیکھو لیکن اس چینل والوں کے باقی پروگرامز ہرگز نہ دیکھنا۔

حُبِّ رسولؐ کا میرا دعویٰ اور ان کا عمل

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میں نے شرکائے پروگرام کی یہ عجیب بات دیکھی کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا تو یہ ایسے صدق دل اور اخلاص سے ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کہتے کہ مجھے ان سے حسد ہونے لگا اور غصہ بھی آتا کہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے میں اس قدر حریص کیوں ہیں؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے ہمیشہ اپنے مولویوں سے یہی سنا تھا اور انہی خیالات کو لے کر پروان چڑھا تھا کہ اہل سنت فرقہ ہی صحیح رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویدار ہے اور وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کا پابند ہے۔ اور دینی قصائد کی شکل میں فرقہ اہل سنت کے علماء ہمیں بتایا کرتے تھے کہ یہ دین ہمارا ہے، حق ہمارے ساتھ ہے، ہم ہی عدل کے قیام کے داعی اور اس کے محافظ ہیں۔ اسلام ہمارا دین ہے اور تمام دنیا ہمارا وطن ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ دیگر فرقے بھی انہیں باتوں کے داعی تھے لیکن ہمارا موقف تھا کہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ اس بارہ میں ہمارے مولوی صاحب کا قول ہی ہمارے لئے کافی دلیل تھا۔

ختم نبوت کی حقیقت کا ادراک

الحوار المباشر دیکھتے دیکھتے مجھے جماعت کے عقائد پر اطلاع بھی ہونے لگی۔ ان عقائد میں ختم نبوت کا عقیدہ سرفہرست تھا۔ دیگر مسلمانوں کے برخلاف مجھے ختم نبوت کے بارہ میں جماعت کا عقیدہ نہایت معقول اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بلند کرنے والا دکھائی دیا۔ کیونکہ یہ سادہ سی بات ہے کہ آپؐ کے فیوض کو پھیلانے کے لئے آنے والے کے ضروری ہے کہ پہلے آپؐ کے فیض سے خود وافر حصہ پائے۔ نیز یہ ضروری ہے کہ وہ اسی امت سے آئے اور اسے وحی والہام ہو۔ کیونکہ اگر کسی کام کا کوئی سپیشلسٹ آئے اور وہ معین کام کرنے کے لئے اس کے پاس مناسب ساز وسامان نہ ہو تو وہ سپیشلسٹ اپنا کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ اور کسی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہونے والے شخص کا ساز وسامان وحی والہام اور مکاشفات ومخاطبات الٰہیہ ہیں۔ اگر اسے یہ ساز وسامان عطا نہیں ہونا پھر اس نے اسلام کے غلبہ کا کام کیا محض اپنے اجتہاد پر کرنا ہے؟ یوں ختم نبوت کا مسئلہ میرے لئے شروع سے ہی حل ہوگیا۔

تحقیق کا سفر

اب یہ عقدہ تھا کہ کیا جس شخص کو یہ جماعت امام مہدی کے طور پر پیش کرتی ہے وہ سچا ہے یا نہیں۔ میرے اردگرد کے لوگ تو اس بارہ میں بات کرنے پر ہی کفر کے فتاویٰ سنانے لگ جاتے تھے اس لئے میں نے انڈیا جا کر اس بارہ میں مکمل تحقیق کرنے اور اس جماعت کے افراد کو ملنے کا فیصلہ کرلیا۔ میرا مقصد اپنی آنکھوں سے ان لوگوں کو دیکھنا اور ان سے بحث کرنا اور اس جماعت کے بارہ میں واضح موقف پر قائم ہونا تھا۔

بعد میں مجھے احساس ہوا کہ میں نے یہ فیصلہ جلد بازی میں کیا ہے۔ کیوں نہ میں ایم ٹی اے العربیہ کے دیگر پروگرام بھی دیکھ لوں۔ دیگر پروگرام دیکھنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ اس جماعت کو قائم ہوئے سو سال سے زیادہ کا عرصہ ہوگیا ہے۔ بلکہ یہ جان کر مجھے ایک دھچکا سا لگا کہ کیا واقعی سو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی ہمارے ملک میں اس جماعت کا پیغام نہیں پہنچا؟

تصحیح افکار

دیگر پروگرام دیکھنے کے بعد مجھے جماعت کے تصورِ جہاد پر بھی اطلاع حاصل ہوئی۔ جہاد کے بارہ میں بعض مسلمان نہایت غلط فہمی کا شکار ہیں۔ میں بھی پہلے انہی سوچوں کے زیر اثر احمدیت کے جہاد کے بارہ میں تصور کو سن کر بہت پریشان ہوا لیکن اس کے معانی اور تفاصیل میں غور کرنے سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کی جہاد کی تشریح اور فلسفہ کے بارہ میں مجھے انشراحِ صدر عطا فرمایا۔ بعض مسلمان جہاد کے غلط مفہوم کی وجہ سے خود کو مجاہد یعنی عظیم الشان پہلوان کی شکل میں پیش کرتے تھے۔ اور شدت پسندی کو جہاد کا نام دے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نہایت مکروہ اور سفاکانہ اعمال کرتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف یہ نہیں سمجھتے کہ ان اعمال کا رحمۃ للعالمینؐ کے ساتھ کیا تعلق ہوسکتا ہے؟

جب میں نے وفاتِ مسیح کے عقیدہ کے بارہ میں سنا اور غور کیا تو قرآن کریم سے پیش کردہ آیات میرے لئے کافی دلیل ثابت ہوئیں کیونکہ ہم بچپن سے ہی پڑھا کرتے تھے کہ قرآن ایسی حجت ہے کہ کوئی حکم اس کے خلاف نہیں ہوسکتا اور حق یہی ہے کہ قرآن کے مخالف ہر حکم باطل سمجھنا چاہئے۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقولہ: ''تم عیسیٰ کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی حیات ہے'' بہت پسند آیا اور یہی اس مسئلے کا نچوڑ ہے۔

میں ایم ٹی اے دیکھتا رہا اور ہر بار ہی مجھے کوئی ایسا موضوع ملتا جو شروع میں میرے لئے کسی صدمہ سے کم نہ ہوتا لیکن دلائل سننے کے بعد مجھے اپنے علماء کی بیان کردہ روایات اور قصے کہانیوں پر مبنی اپنا موقف بیت العنکبوت کی مانند نہایت کمزور دکھائی دیتا۔

میری دینی تعلیم واجبی سی تھی اور ایسے مختلف فیہ دینی موضوعات میں تحقیق کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنا میرے بس کی بات نہیں تھی۔ بالآخر میں نے عربی ویب سائٹ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اشعار پرنٹ کر کے انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔ گو قبل ازیں مجھے شعر سے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر پڑھے تو مجھے ان شعروں کے مطالعہ میں لذت آنے لگی ہے۔ شاید انہی ایام میں مکرم فتحی عبد السلام صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک قصیدہ کی شرح پر مبنی پروگرام پیش کیا جسے میں نے شروع سے لے کر آخر تک نہایت انہماک اور شوق سے دیکھا اور سنا۔

ایک دلیل سے حق روشن ہوگیا

بالآخر جس بات نے مجھے احمدیوں کی صداقت کا قائل ہونے پر مجبور کر دیا وہ یہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے وقت ان کے منہ سے آپؐ پر ایسے شیریں انداز میں درود وسلام نکلتا ہے جیسے وہ دل کی گہرائیوں اور روح کے پاتال سے نکل رہا ہو، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کے وقت ان میں سے ہر ایک ایسے جوش اور غیر معمولی محبت سے مجبور ہو کر جواب دینے میں سب پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا۔ یہ حالت دیکھ کر میں بے اختیاری کے عالم میں کہہ اٹھا کہ یہ لوگ فرقۂ اہل سنت سے کہیں زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت کرنے والے لوگ ضرور سچے ہیں۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ پر بعض اعتراضات کے جوابات

(تحریر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

(دوسری و آخری قسط)

{محمدی بیگم والی پیشگوئی پر اعتراض کے جواب کے تسلسل میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:}

"یہ پیشگوئی رسول کریم کی عظمت کے اظہار کے لئے کی گئی۔ مگر مولوی خوش نہیں کہ آپ کی عظمت ظاہر ہو۔ یہ تب خوش ہوتے ہیں اور ان کے سینوں میں تب ٹھنڈک پڑتی ہے جب رسول کریمؐ ہی کی ہتک ہو۔ غرض جب یہ معاملہ ہوا اس وقت حضرت نے پیشگوئی شائع فرمائی کہ اگر یہ نکاح مجھ سے نہ ہوا تو اس لڑکی کا والد تین سال میں اور جس سے نکاح ہوگا ڈھائی سال میں فوت ہوں گے۔

چنانچہ نکاح کے چند ماہ بعد احمد بیگ مرگیا اور اس کے مرنے سے تمام خاندان میں کہرام پڑ گیا اور مرزا سلطان محمد پر بھی خوف طاری ہوگیا اور اس نے آپ کی ہتک میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اب جب اس پر خوف طاری ہوا اور اس نے اس طریق ہتک سے بالکل علیحدگی رکھی جس میں دوسرے لوگ خاندان کے حصہ لے رہے تھے بلکہ یہ لکھا کہ مَیں مرزا صاحب کو نیک اور خادم اسلام سمجھتا ہوں تو پھر خدا اس کو کیوں سزا دیتا۔

پیشگوئی کی غرض ان میں خدا کا خوف پیدا کرنا اور ان خیالات ہندوانہ سے توبہ کرانا تھی جن میں وہ مبتلا تھے اور یہ بات پیشگوئی کے بعد حاصل ہوگئی۔ لڑکی کا باپ جس نے مخالفت سے توبہ نہ کی ہلاک ہوگیا۔ لڑکی کا خاوند خائف ہوا اور حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق اظہار حسن ظنی کرتا رہا۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ جن لوگوں نے یہ کہا تھا کہ اس قسم کے رشتوں کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا انہوں نے اپنے خیالات کو ایسا چھوڑا کہ اپنی ایک لڑکی حضرت مسیح موعودؑ کے ایک بیٹے کو (جو اُن سے وہی رشتہ رکھتی تھیں جو محمدی بیگم حضرت مسیح موعودؑ سے) بیاہ دی۔ جب حالات ایسے بدل گئے اور جب وہ لوگ جو مخالفت کر رہے تھے ڈر گئے تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ ان کو عذاب ملتا۔ اور اس کو کوئی جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔ اگر باوجود اصلاح کرنے کے سزا ملے تو یہ اندھی نگری چوپٹ راجہ والا معاملہ ہوگا۔ جن لوگوں نے ان میں سے سرکشی کی وہ سب ہلاکت اور عذاب میں گرفتار ہوئے۔

اس پیشگوئی کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ مَیں اس گھر کو (جس میں آج تقریر ہو رہی ہے) بیواؤں سے بھر دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگر وہ لوگ زندہ ہوتے تو ہمیں یہاں لیکچر کا موقع کیسے ملتا۔

پھر پیشگوئی تھی کہ ہم اس گھر میں کچھ حُسینی سنت سے داخل ہوں گے کچھ حسنی سے۔ اور حُسینی سنت تو لڑائی تھی۔ چنانچہ خدا کی تلوار نے اس خاندان کے سرکشوں کو ختم کیا اور حسنی سنت صلح تھی کہ ایک بچہ جو بچا وہ احمدی ہوگیا۔

پس خدا رحمٰن و رحیم ہے۔ وہ توبہ و انابت کرنے والے پر رحم فرماتا ہے۔ مرزا سلطان محمد صاحب نے رجوع کیا اور ان سے عذاب ٹل گیا۔ اگرچہ لوگوں نے ان کو بہت جوش دلایا مگر انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی ہتک نہیں کی اور یہ بھی کیا کم ہے کہ ہمیشہ ان کا ذکر آتا ہے مگر وہ خاموش رہتے ہیں۔ لیکن مَیں اعلان کرتا ہوں کہ لوگ مرزا سلطان محمد صاحب کو شوخی پر آمادہ کریں۔ حضرت صاحب کا اعلان موجود ہے کہ اگر وہ شوخی کرے گا تو پھر وہ بچ نہیں سکتا۔ وہ اس کا تجربہ کرکے دیکھ لیں۔ اگر اسی طرح نہ ہو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے تو پھر بے شک جو چاہیں ہم پر الزام دیں۔

حضرت صاحب کی عمر کے متعلق اعتراض

پھر ایک اعتراض حضرت صاحب کی عمر کے متعلق بھی کیا گیا ہے۔ اس کا جواب ایک اشتہار کی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ عجیب بات ہے کہ مولوی ثناء اللہ آپ کی زندگی میں تو لکھتے رہے کہ آپ کی عمر اسی سال کے قریب ہے اور آپ کی اس پیشگوئی کے متعلق کہ آپ کی عمر اسی سال کی یا چند سال کم یا چند سال زیادہ ہوگی لکھتے رہے کہ آپ ان تمام منزلوں کو طے کر چکے ہیں۔ مگر جب آپؑ 1908ء میں فوت ہوئے تو آپ کی عمر مولوی ثناء اللہ کے نزدیک ستر سال سے بھی کم ہوگئی۔ کیا یہ مولوی ثناء اللہ کی چالاکی نہیں۔ جب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی عمر چوہتر سال کے قریب تھی۔ اور جبکہ دوسرے لوگ جو آپ کے واقف تھے ان کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی عمر اسی مدت کے قریب تھی۔ اور جبکہ آپ کے ایسے دشمنوں کی شہادت سے جو بچپن سے آپ سے واقف تھے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی عمر اسّی کے قریب تھی۔ اور جبکہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی اپنی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے علم میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی عمر اسی مدت کے قریب تھی، بعض ایسے حوالوں کی بنا پر جو اس قدر شہادتوں کے خلاف نظر آتے ہوں اس پیشگوئی پر اعتراض کرنا شرارت نہیں تو اَور کیا ہے۔ پرانے زمانہ میں پیدائش کے رجسٹر نہ تھے۔ نہ اس طرح حساب رکھے جاتے تھے۔ پس بعض اوقات اگر حضرت مسیح موعودؑ کی عمر کے متعلق سرسری طور پر کوئی ایسی میعاد بھی بتادی گئی ہے جس سے کچھ کم عمر ثابت ہوتا ہو اس کو حجت نہیں پکڑا جاسکتا۔

طاعون کی پیشگوئی

پھر اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ قادیان میں طاعون نہیں پڑے گی۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ حضرت صاحب نے کبھی اور کہیں یہ پیشگوئی نہیں کی کہ قادیان میں طاعون نہیں پڑے گی۔ وہ اس کا ثبوت دیں اور وہ الہام پیش کریں۔ ہاں حضرت صاحب نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ میرے گھر میں طاعون نہیں آئے گی اور میرے گھر میں کوئی طاعون کا کیس نہیں ہوگا۔ درآنحالیکہ آپ کے گھر میں سو کے قریب مرد وزن رہتے تھے۔ مگر ایک دفعہ بھی آج تک اس گھر میں طاعون کا کیس نہیں ہوا حتی کہ چوہا بھی نہیں مرا۔ اور آپ کے مکان کے گرد اس طرح طاعون پھیلتی رہی ہے جس طرح جنگل میں آگ۔ اور اس گھر میں جس میں مَیں اس وقت تقریر کر رہا ہوں طاعون پڑی اور اس سے موتیں ہوئیں مگر آپ کا گھر جو اس سے دیوار بدیوار ملحق ہے ہر طرح محفوظ رہا اور محفوظ ہے۔

مدعی کی پرکھ کے لئے تین باتیں درکار ہیں

پس یہ اعتراض لغو ہیں اور ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ ہاں اُصولاً طے ہونا چاہئے کہ کسی مدعی کی صداقت کے معلوم کرنے کے لئے قرآن کریم کیا معیار پیش کرتا ہے اور وہ کونسی باتیں ہیں جو سچے مدعی میں پائی جانی چاہئیں۔

مَیں اس جگہ تین موٹی موٹی باتیں جو قرآن کریم نے اُصول کے طور پر ہر ایک مدعی کے صدق یا کذب کے معلوم کرنے کے متعلق پیش کی ہیں بیان کرتا ہوں:

(1) ماضی کے متعلق۔ (2) حال کے متعلق۔ (3) مستقبل کے متعلق۔ جس میں یہ تین باتیں اچھی ہوں گی وہ صادق اور راستباز ہوگا۔

مدعی کا ماضی

اوّل ماضی کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس:17) فرمایا کہ تم ایک مدعی کے دعوےٰ سے پہلے کی زندگی کی طرف دیکھو۔ فرمایا کہ محمدؐ رسول اللہ نے تم میں چالیس سال تک زندگی بسر کی۔ کیا اس چالیس سال کے لمبے زمانہ میں جس میں جوانی کی اُمنگوں کا زمانہ بھی شامل ہے کوئی اس کی زندگی پر اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ پس جب جوانی اور جوشوں اور اُمنگوں کے زمانہ میں اس نے انسانوں پر جھوٹ نہیں بولا تو کیا بڑھاپے میں وہ خدا پر جھوٹ بولے گا؟ بلکہ اب تک تم اس کو "الامین" کے لقب سے ہی یاد کرتے رہے۔ پس اب جبکہ کل تک تم اس کو صادق اور راستباز بتاتے تھے تو کیا ہوگیا کہ یہ صبح کو بگڑ گیا اور راتوں رات اس کی قلب ماہیت ہوگئی۔ ہر ایک بدی بتدریج پیدا ہوتی ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ایک شخص رات کے وقت صادق سوئے اور صبح کو بدترین جھوٹ کا مرتکب ہو کر پہلے تو انسانوں پر بھی جھوٹ نہ بولتا تھا اور اب خدا پر جھوٹ بولنے لگا۔

مسیح موعودؑ کا ماضی

اس کے مطابق ہم حضرت مرزا صاحب کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو آپ نے یہاں کے ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کو بار بار یہ اعلان فرمایا کہ کیا تم میری پہلی زندگی پر کوئی اعتراض کرسکتے ہو؟ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی بلکہ آپ کی پاکیزگی کا اقرار کرنا پڑا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی جو بعد میں سخت ترین مخالف ہوگیا اس نے اپنے رسالہ میں آپ کی پاکیزگی اور بے عیب ہونے کی گواہی دی (اشاعۃ السنہ جلد 7 نمبر 6 صفحہ 169)۔ اور مسٹر ظفر علی خان کے والد نے اپنے اخبار میں آپؑ کی ابتدائی زندگی کے متعلق گواہی دی کہ بہت پاکباز تھے۔ پس جو شخص چالیس سال تک بے عیب رہا اور اس کی زندگی پاکیزہ رہی وہ کس طرح راتوں رات کچھ کا کچھ ہوگیا اور بگڑ گیا۔ علماء نفس نے مانا ہے کہ ہر عیب اور اخلاقی نقص آہستہ آہستہ پیدا ہوا کرتا ہے۔ ایک دم کوئی تغیر اخلاقی نہیں ہوتا ہے۔ پس دیکھو کہ آپ کا ماضی کیسا بے عیب اور بے نقص اور روشن ہے۔

مُدعی کا حال

دوسری بات کسی مدعی کا حال دیکھنا ہوتا ہے اس کے لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ (المومن:52)۔ فرمایا کہ ہم اپنے رسول اور اس پر ایمان لانے والوں کی نصرت فرماتے ہیں اس دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ پس جو خدا کا رسول ہو اس کے ساتھ خدا کی نصرت ہوتی ہے۔ اگر نصرت نہیں تو وہ خدا کا مُرسل اور رسول نہیں۔ لوگ قریب ہوتا ہے کہ اس کو ہلاک کر دیں مگر خدا کی نصرت آتی ہے اور اس کو کامیاب کرتی ہے اور اس کے دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا حال

یہی معاملہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں ہوا۔ آپ کو طرح طرح سے مارنے کی کوشش کی گئی۔ لوگ مارنے پر متعین ہوئے جن کا علم ہوگیا اور وہ اپنے ارادے میں ناکام ہوئے۔ مقدمے آپ پر جھوٹے اقدامِ قتل کے بنائے گئے۔ چنانچہ ڈاکٹر مارٹن کلارک نے جھوٹا مقدمہ اقدامِ قتل کا بنایا اور ایک شخص نے کہہ بھی دیا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب نے متعین کیا تھا۔ مجسٹریٹ وہ جو اس دعویٰ کے ساتھ آیا تھا کہ اس مدعی مہدویت و مسیحیت کو اب تک کسی نے پکڑا کیوں نہیں، مَیں پکڑوں گا۔ مگر جب مقدمہ ہوتا ہے تو وہی مجسٹریٹ کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ جھوٹا مقدمہ ہے۔ بار بار اس نے یہی کہا اور آخر اس شخص کو عیسائیوں سے علیحدہ کرکے پولیس افسر کے ماتحت رکھا گیا اور وہ شخص رو پڑا اور اس نے بتا دیا کہ مجھے عیسائیوں نے سکھایا تھا اور خدا نے اس جھوٹے الزام کا قلع قمع کر دیا۔

اسی طرح ہماری جماعت کے پُرجوش مبلغ مولوی عمرالدین صاحب شملوی اپنا واقعہ سنایا کرتے ہیں کہ وہ بھی اسی معیار پر پرکھ کر احمدی ہوئے ہیں۔ وہ سناتے ہیں کہ شملہ میں مولوی محمد حسین اور مولوی عبدالرحمٰن سیاح اور چند اور آدمی مشورہ کر رہے تھے کہ اب مرزا صاحب کے مقابلہ میں کیا طریق اختیار کرنا چاہئے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب اعلان کر چکے ہیں کہ مَیں اب مباحثہ نہیں کروں گا، ہم اشتہار مباحثہ دیتے ہیں اگر وہ مقابلہ پر کھڑے ہوجائیں گے تو ہم کہیں گے کہ انہوں نے جھوٹ بولا کہ پہلے تو اشتہار دیا کہ ہم مباحثہ کسی سے نہ کریں گے اور اب مباحثہ کے لئے تیار ہوگئے۔ اور اگر مباحثہ پر آمادہ نہ ہوئے تو ہم شور مچادیں گے کہ دیکھو مرزا صاحب ہار گئے۔ اس پر مولوی عمرالدین صاحب نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے مَیں جاتا ہوں اور جاکر اُن کو قتل کر دیتا ہوں۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ لڑکے تجھے کیا معلوم یہ سب کچھ کیا جاچکا ہے۔ مولوی عمرالدین صاحب کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ جس کی خدا اتنی حفاظت کر رہا ہے وہ خدا ہی کی طرف سے ہوگا۔ انہوں نے جب بیعت کرلی تو واپس جاتے ہوئے مولوی محمد حسین صاحب بٹالہ کے سٹیشن پر ملے اور کہا تو کدھر؟ انہوں نے کہا کہ قادیان بیعت کر کے آیا ہوں۔ کہا تو بہت شریر ہے تیرے باپ کو لکھوں گا۔ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ تو آپ ہی کے ذریعہ ہوا ہے جو کچھ ہوا ہے۔

پس مخالف اس کو مارنا چاہتے ہیں وہ بچایا جاتا ہے۔ خدا اس کی اپنے تازہ علم سے نصرت کرتا اور ہر میدان میں اس کو عزت دیتا ہے۔

جھوٹے مدعی کو لمبی مدت نہیں ملتی

حال کے متعلق ایک اور بات بھی ہے کہ خدا کبھی کسی جھوٹے مدعی کو تئیس سال کی عمر نہیں دیتا۔ جیسا کہ فرمایا: لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۔ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (الحاقۃ:45تا47) جھوٹے مدعی کو تباہ کر دیا جاتا ہے اور ہلاک کر دیا جاتا ہے

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

کوئی بھی ایسی قربانی جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں کے مطابق اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہو، اس کے نمونے قائم کرنے کے لئے آج خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو پیدا کیا ہے

الٰہی جماعتیں دنیاوی حکومتوں یا دنیاوی طرز کے احتجاجوں پر یقین نہیں رکھتیں

صرف اس بات پر پریشان نہیں ہو جانا چاہئے کہ ایک ملک میں ابتلاء یا امتحان کا دور لمبا ہو گیا۔ بلکہ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وسعتیں کہاں تک پھیل رہی ہیں۔ ہمارا انحصار نہ کسی حکومت پر ہے نہ کسی انسانی حقوق کی تنظیم پر بلکہ ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے

اگر ہر احمدی خدا پر انحصار کی حقیقت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو جہاں جہاں بھی احمدیوں پر تنگیاں وارد کی جا رہی ہیں وہ انشاءاللہ تعالیٰ دعاؤں سے ہی ہوا میں اڑ جائیں گی۔ مگر شرط ان دعاؤں کا حق ادا کرنا ہے۔

ایک حقیقی احمدی ہر وقت خدا پر نظر رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہر وقت کوشش کرتا ہے

یہ قربانیاں، یہ امتحان، یہ عارضی ابتلا ہماری ترقی کی رفتار تیز کرنے والے ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے جو وعدے کئے ہیں وہ یقیناً پورے ہوں گے اور آخری فتح ہماری ہی ہوگی

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 23رمئی 2014ء بمطابق 23ہجرت 1393ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا۔ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا۔ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ۔فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَااسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ۔ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ۔فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔

(آل عمران:146۔149)

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا۔ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(آل عمران:170۔172)

یہ آیات سورۃ آل عمران کی 146 سے 149 اور 170 سے 172 تک ہیں۔ پہلے حصے کا ترجمہ یہ ہے کہ اور کسی جان کے لئے مرنا ممکن نہیں سوائے اس کے کہ اللہ کے اِذن سے ہو۔ یہ ایک طے شدہ نوشتہ ہے۔ اور جو کوئی دنیا کا ثواب چاہے ہم اسے اس میں سے عطا کرتے ہیں۔ اور جو کوئی آخرت کا ثواب چاہے ہم اسے اسی میں سے عطا کرتے ہیں۔ اور ہم شکر کرنے والوں کو یقیناً جزا دیں گے۔

اور کتنے ہی نبی تھے کہ جن کے ساتھ مل کر بہت سے ربانی لوگوں نے قتال کیا۔ پھر وہ ہرگز کمزور نہیں پڑے اس مصیبت کی وجہ سے جو اللہ کے رستے میں انہیں پہنچی۔ اور انہوں نے ضعف نہیں دکھایا اور وہ دشمن کے سامنے جھکے نہیں۔ اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اور ان کا قول اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے عرض کیا اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔ تو اللہ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور آخرت کا بہت عمدہ ثواب بھی۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

دوسرے حصے کا ترجمہ یہ ہے کہ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو ہرگز مردے گمان نہ کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور انہیں ان کے رب کے ہاں رزق عطا کیا جا رہا ہے۔

بہت خوش ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اور وہ خوشخبریاں پاتے ہیں اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے کہ ان پر بھی کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔

وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے متعلق خوشخبریاں پاتے ہیں اور یہ خوشخبریاں بھی پاتے ہیں کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل و احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے لوگ عطا فرمائے ہیں جو اپنے عہدوں کی روح کو جانتے ہیں اور جو قربانیوں کی روح کو جانتے ہیں اور نہ صرف جانتے ہیں بلکہ اس کے ایسے نمونے قائم کرنے والے ہیں جن کی اس زمانے میں کہیں اور مثال نہیں ملتی۔ مال کی قربانی کا سوال اٹھے کہ کہاں ہیں ایسے لوگ جو اپنے مال کو دین کی خاطر قربان کرنے والے ہیں تو جماعت احمدیہ کے افراد کا گروہ سامنے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ وقت کی قربانی کا مطالبہ ہو تو آج جماعت احمدیہ میں دین کی خاطر وقت قربان کرنے کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں۔ عزت کی قربانی کے نمونے دیکھنے ہیں تو آج جماعت احمدیہ میں اس کے نمونے نظر آئیں گے۔ تبلیغ اسلام کے لئے زندگیاں وقف کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو مخلصین کا گروہ اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے والا ہے۔ جان کی قربانی کا حقیقی نمونہ دیکھنا ہے تو جماعت احمدیہ کی تاریخ اس حقیقی قربانی کے نمونوں پر مہر لگاتی ہے۔

غرض کہ کوئی بھی ایسی قربانی جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں کے مطابق اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہو، اس کے نمونے قائم کرنے کے لئے آج خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو پیدا کیا ہے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی جماعت عطا کی ہے جس کی اکثریت مال جان وقت اور عزت

قربان کرنے کی روح کو سمجھنے والی ہے اور ہر وقت تیار ہے۔لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو علم کی کمی کی وجہ سے ایسا اظہار کردیتے ہیں جو مومن کی شان نہیں یا حالات کی وجہ سے بشری تقاضے کے تحت ایسے اظہار کردیتے ہیں جس سے بعض کم تربیت یافتہ یا کچے ذہن ضرورت سے زیادہ اثر لے لیتے ہیں۔بعض لوگ مجھے لکھ بھی دیتے ہیں کہ یہ ابتلا اور امتحان کا عرصہ لمبا ہوتا چلا جا رہا ہے۔اگر صرف یہاں تک ہی ہو کہ مشکلات اور امتحان کا عرصہ لمبا ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ جلد آسانیوں کے سامان پیدا فرمائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ جب ان سختیوں اور ابتلاؤں کی انتہا پہنچتی ہے تو رسول اور مومنین کی جماعت مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کی آواز بلند کرتے ہیں اور یہ دعا بھی کرتے ہیں لیکن ایسا اظہار جس سے دنیاوی واسطوں اور اسباب کی طرف توجہ کی طرف رغبت کا اظہار ہو تو یہ ایک مومن کی شان نہیں ہے۔مثلاً مجھے ایک لکھنے والے نے لکھا کہ پاکستان میں جماعت پر جو کچھ ظلم ہو رہے ہیں، ہمیں دنیا کو بتانا چاہئے اور ایم ٹی اے کو بھی ایک بڑا حصہ اس بات پر لگا دینا چاہئے کہ وہ اس کے ذریعہ ظلموں کا اظہار کرتی رہے، دنیا کو بتائے اور دوسرے ذرائع بھی استعمال کئے جائیں۔ظلم کے خلاف دنیا میں آواز بلند کی جائے۔بلکہ خط سے یوں لگا کہ جیسے دنیا والے کرتے ہیں ہم بھی دنیاوی طریقے سے شور شرابہ کرکے دنیا کے سامنے اپنے احتجاج کے نعرے بلند کریں تو پھر شاید ان حکومتوں کو جو ہمارے خلاف ہیں ہمارے حقوق دینے کی طرف توجہ پیدا ہو اور یہ ابتلا اور مشکلات کا دور ختم ہو۔یہ کہتے ہیں کہ میرے شیعہ دوست کہتے ہیں کہ جو کچھ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہو رہا ہے اگر ہمارے ساتھ ہو تو ہم تو یوں جلوس نکالتے ہیں اور یوں احتجاج کرتے ہیں اور یہ کردیتے ہیں اور وہ کردیتے ہیں۔اور یہ بھی کہ اگر ہمارے سے تھوڑا سا بھی ہو تو ہم دنیا میں شور مچا دیتے ہیں۔احمدی صحیح احتجاج نہیں کرتے۔اس لئے ان کا ابتلا اور ان پر ظلم کا عرصہ لمبا ہو رہا ہے۔

اس بارے میں پہلی بات تو یہ یاد رکھنے والی ہے کہ جب ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم الٰہی جماعت ہیں تو پھر ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ الٰہی جماعتیں دنیاوی حکومتوں یا دنیاوی طرز کے احتجاجوں پر یقین نہیں رکھتیں، نہ الٰہی جماعتوں کی ترقی میں دنیاوی مدد کا کوئی کردار ہے یا ہاتھ ہے۔دنیاوی مددیں بغیر شرائط کے نہیں ہوتیں۔بغیر کسی غرض کے نہیں ہوتیں۔اپنے آگے کسی نہ کسی رنگ میں جھکائے بغیر نہیں ہوتیں۔اور یہ باتیں ایک حقیقی مومن کبھی برداشت نہیں کرسکتا۔مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کی آواز اگر مومنین کی طرف سے بلند ہوتی ہے تو یہ خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے دعا کی آواز ہے۔اور ہر مرتبہ جب ہم ابتلا اور امتحانوں کے دَور سے گزرتے ہوئے اللہ کے آگے جھکتے ہوئے اس کے فضلوں اور اس کی مدد مانگتے ہیں، اس کی مدد کے طالب ہوتے ہیں تو ترقی کے نئے سے نئے راستے ہمارے سامنے کھلتے چلے جاتے ہیں۔

آج تقریباً تمام دنیا میں پھیلے ہوئے افرادِ جماعت اور دنیا کے 204 ممالک میں بسنے والے احمدی اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ ابتلاء جماعتی ترقی کے نئے سے نئے راستے کھول رہا ہے اور نئی سے نئی منزلیں طے ہو رہی ہیں۔پس صرف اس بات پر پریشان نہیں ہو جانا چاہئے کہ ایک ملک میں ابتلا یا امتحان کا دور لمبا ہو گیا۔بلکہ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وسعتیں کہاں تک پھیل رہی ہیں۔جہاں تک یہ سوال ہے کہ دنیاوی اسباب کا استعمال بھی ہونا چاہئے تو بالکل ٹھیک ہے۔یہ ہونا چاہئے۔رعایت اسباب منع نہیں ہے بلکہ اس کا بھی حکم ہے۔ظاہری طریقوں کو اپنانا بالکل منع نہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن حدود میں رہتے ہوئے ہم نے یہ ظاہری اسباب استعمال کرنے ہیں اور ہمیں یہ استعمال کرنے چاہئیں ہم کرتے بھی ہیں۔دنیا کو آگاہ بھی کرتے ہیں کہ کس طرح جماعت پر مظالم ہو رہے ہیں۔اور ہم ان کو یہ بتاتے ہیں کہ اگر آج دنیا نے مل کر ان ظلموں کو ختم کرنے کی کوشش نہ کی تو یہ مظالم پھیلتے چلے جائیں گے۔جماعت کا سوال نہیں ہے بلکہ کوئی بھی انسان محفوظ نہیں رہے گا اور اب یہ پھیل رہے ہیں۔دنیا دیکھ رہی ہے۔لیکن یہ سب کچھ بتانے کے باوجود ہمارا انحصار نہ کسی حکومت پر ہے نہ کسی انسانی حقوق کی تنظیم پر بلکہ ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔اور یہی مضمون میں خاص طور پر گزشتہ دو تین جمعوں میں خطبوں میں بتا رہا ہوں کہ تمام نتائج کے حصول کے لئے ہماری نظر خدا تعالیٰ پر ہونی چاہئے۔اور یہی ایک مومن کی مثال ہے۔

دنیاوی لوگ اگر شور مچاتے ہیں۔جلسے جلوس کرتے ہیں۔توڑ پھوڑ کرتے ہیں۔اپنے خلاف ظلموں کا اسی طرح ظلم کرکے بدلہ لیتے ہیں تو اس لئے کہ ان سے الٰہی وعدے نہیں ہیں کہ آخری فتح تمہاری ہے۔جبکہ ہمارے ساتھ خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں کہ ان سب ظلموں کے باوجود جو تم سے روا رکھے جا رہے ہیں، جو تم پر ہو رہے ہیں۔ان سب زیادتیوں کے باوجود جو حکومتوں کی طرف سے یا حکومتوں کے اشیر باد پر حکومت کے قریبیوں اور کارندوں اور اہلکاروں کی طرف سے ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ تمہیں وہ انعامات ملنے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ملنے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت سے مومنوں کو ملتے ہیں۔اس دنیا کے انعامات کے بھی تم وارث ہو گے اور اگلے جہان کے انعامات کے بھی تم وارث ہو گے۔قربانیوں کی جو مثالیں تم قائم کر رہے ہو وہ کبھی رائیگاں نہیں جائیں گی اور آخری فتح تمہاری ہے۔اس فتح کے حصول کا سب سے زیادہ تیر بہ حدف نسخہ جو ہے وہ دعائیں ہیں۔جتنا زیادہ دعاؤں میں ڈوبو گے اتنی جلدی یہ مشکلات دور ہوں گی۔دشمنوں کے حملوں سے بچنے کے لئے جتنے زیادہ یار نہاں میں نہاں ہو گے اتنی زیادہ تیزی سے وہ ظاہر ہو کر خارق عادت نشان دکھائے گا انشاء اللہ۔

پس ہماری سوچ اور دنیا داروں کی سوچ میں بہت فرق ہے۔ہم نے زمانے کے امام کی بیعت کی ہے جس سے خدا تعالیٰ کے فتوحات کے وعدے ہیں۔فتوحات کے نئے سے نئے دروازے کھلنے کے وعدے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا یہ نظارے ہم دیکھ بھی رہے ہیں لیکن دوسروں سے اس قسم کے کوئی وعدے نہیں ہیں۔جہاں تک شیعوں کی مثال دیتے ہیں یا کسی دوسرے کی مثال دیتے ہیں مجھے تو کہیں ایسا نظر نہیں آتا کہ دنیاوی احتجاج کرکے انہوں نے اپنے مقاصد حاصل کر لئے ہوں۔ہاں توڑ پھوڑ، گھیراؤ جلاؤ ہر جگہ ضرور ہو رہا ہے اور اس کی وجہ سے مزید فساد پھیل رہا ہے۔

تو جیسا کہ میں نے کہا کہ ظلم کا بدلہ ظلم کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا اور ہم نے یہ نہیں کرنا۔یہاں میں دنیا داروں کے رویوں کی ایک مثال بھی دے دیتا ہوں۔جیسا کہ میں نے کہا کہ دنیا اگر مدد بھی کرتی ہے تو اپنے مفادات کو دیکھتے ہوئے یا اپنی مصلحتوں کو دیکھتے ہوئے کرتی ہے۔گزشتہ دنوں یہاں ایک اخبار نے ایک مضمون دیا کہ مسلمان یہاں حکومت کے وفادار نہیں ہیں اس لئے مغربی ممالک سے ان مسلمانوں کو نکال دینا چاہئے۔اس پر ہمارے پریس سیکشن نے کہا کہ یہ غلط ہے۔اسلام ملکی قانون کی پابندی اور وطن سے محبت کا حکم دیتا ہے۔اس پر اخبار نے کہا کہ دوسرے مسلمان فرقوں کا تو یہ عمل نہیں ہے۔تم دوسرے مسلمان فرقوں کو بھی یہ نصیحت کرو۔تو ہم نے کہا ٹھیک ہے اگر تمہارا اخبار اس نصیحت کو شائع کرنے کے لئے تیار ہے تو ہم بیان دے دیتے ہیں۔جب ان کی دی ہوئی شرائط کے مطابق کہ یہ لکھ کے، فلاں لکھ کے دو، وہ پورا کردیا گیا تو پھر ایڈیٹر نے یا ان کے بورڈ نے یہ اعلان دینے سے بھی انکار کردیا۔بہانہ یہ تھا کہ کچھ اور مضامین ایسے آگئے ہیں جس کی وجہ سے ہم نہیں دے سکتے اور پھر کبھی دینا ہوا تو دیکھیں گے۔ٹال مٹول۔تو بہرحال یہ بہانے تھے۔اصل بات یہ ہے کہ ان میں یہ جرأت نہیں تھی کہ دوسرے مسلمان فرقے جو احمدیوں کے مخالف ہیں ان کو ناراض کریں۔انصاف کے تقاضے یہ لوگ پورے نہیں کرنا چاہتے۔بعض قسم کے خوف اور ڈر ان کے اندر ہیں اور جب وہ بعض مسلمانوں کے سختی کے رویے دیکھتے ہیں تو یہ ڈر مزید اور بڑھ جاتے ہیں۔

میں اکثر جب مختلف لیڈروں اور پریس کو یہ کہتا ہوں کہ امن قائم کرنا ہے تو انصاف قائم کرو اور ڈبل سٹینڈرڈ نہ بناؤ تو اکثر اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس بات کی ہمارے اندر کمی ہے اور یہی حقیقت ہے۔بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ کھلے طور پر ہم یہ نہیں کہیں گے کہ ہمارے مقاصد ہیں، جن کے حصول کے لئے ہم نے ایجنڈے بنائے ہوئے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ ہم دنیا کے سامنے باتیں تو انصاف کی کرتے ہیں لیکن مقاصد ہمارے اپنے ہیں۔ان کو ہم نے حاصل کرنا ہے۔تو یہ تو ان کا حال ہے جن کی طرف ہم کہتے ہیں کہ ہم اپنی نظریں رکھیں یا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نظر کریں۔دوعملی کرنے والوں پر تو انحصار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ان میں کوئی طاقت ہے کہ یہ مشکلات دور کرسکیں۔ایک اخبار ہے جو ایک ایسا بیان بھی شائع نہیں کرنا چاہتا جس سے ملک کی محبت کا اظہار ہو رہا ہے۔کوئی نزاعی اور جھگڑے والا معاملہ نہیں ہے جن پر ان کو تحفظات ہوں۔اس پر ایسے لوگوں کو جو اس قسم کے مشورے دیتے ہیں، سوچنا چاہئے کہ کیسے ہم ان لوگوں کی طرف دیکھیں اور ان پر تکیہ کریں۔اگر ہر احمدی خدا پر انحصار کی حقیقت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا شروع کردے تو جہاں جہاں بھی احمدیوں پر تنگیاں وارد کی جا رہی ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ دعاؤں سے ہی ہوا میں اڑ جائیں گی۔مگر شرط ان دعاؤں کا حق ادا کرنا ہے۔

ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جماعت پر پاکستان یا بعض دوسرے ممالک میں غیروں کی طرف سے جو سختیاں ہو رہی ہیں یا حکومتوں کی طرف سے یہ ظلم جو قانون کی آڑ میں یا کسی بھی طرح سے کئے جا رہے ہیں یہ آج کی پیداوار نہیں۔یہ کوئی گزشتہ دو تین دہائیوں کا معاملہ نہیں ہے۔یہ تو اس وقت سے ہیں جب سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور ایک جماعت قائم کی تھی۔آپ کو اور جماعت کو ابتدا سے ہی ان ظلموں اور سختیوں سے گزرنا پڑا تھا۔بلکہ ایک موقع ایسا بھی آیا کہ جب یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ کو اپنی آبائی بستی قادیان سے ہجرت کرنی پڑے گی جس کا مالک مدّتوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاندان تھا۔آپ وہاں بھی محفوظ نہیں تھے۔بلکہ ہم اس سے بھی اوپر

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا تمام دور ہی دشمنوں کی طرف سے ظلم پر ظلم کے اظہار دیکھتے ہوئے گزرا ہے۔ آپ کی چہیتی بیوی جو لاکھوں روپے کی مالک تھی اور جن کے بیسیوں غلام تھے، جو مکہ کی امیر ترین عورتوں میں شمار ہوتی تھیں، انہیں اسلام قبول کرنے کے بعد کیسی شدتوں سے گزرنا پڑا۔ بڑھاپے میں گھر سے بے گھر ہوئیں اور نہ صرف یہ بلکہ بڑا لمبا عرصہ نہایت کسمپرسی کی حالت میں ایک گھاٹی میں رہنا پڑا جہاں خوراک کی بھی تنگی، پانی کی بھی تنگی، رہائش کی بھی تنگی تھی اور یہی تنگی کے حالات اور سختی کی جو حالت تھی ان کی وفات کی وجہ بنی۔ (انہوں نے) یہ سب کچھ اسلام کی خاطر، ایک نیک مقصد کی خاطر اس امید پر برداشت کیا کہ ان قربانیوں کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی مدد کے وعدے ہیں جو پورے ہونے ہیں۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو کس قدر تکالیف پہنچیں۔ متواتر تیرہ سال تو مکہ میں ہی آپ پر مظالم ہوئے۔ تیروں، سونٹوں، پتھروں غرض کہ کون سی ایسی چیز تھی جس سے آپ پر حملہ نہ کیا گیا ہو اور آپ کو اذیت دینے کی کوشش نہ کی گئی ہو لیکن آپ نے نہ صرف جوانمردی سے اس کا مقابلہ کیا۔ اپنے پیاروں، عزیزوں اور صحابہ کی جان کی قربانیوں کو برداشت کیا بلکہ جب ان ظلموں کی وجہ سے آپ سے بددعا کی درخواست کی جاتی تو آپ نے ہدایت کی دعا ہی مانگی۔ جب خود آپ کی ذات پر پتھروں سے حملہ کر کے آپ کو لہولہان کر دیا گیا، جس کو خود آپ نے اپنی زندگی کا سخت ترین دن فرمایا ہے۔ اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تباہ کرنے کے لئے آپ کی مرضی پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ نہیں پہاڑوں کو ان پر نہیں گرانا شاید ان لوگوں میں سے ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو حق کو قبول کر لیں بلکہ امید ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو حق کو قبول کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے والے بن جائیں۔ پھر ہجرت کے بعد جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور دشمنوں کی طرف سے بار بار حملہ ہوتا تھا۔

پس جہاں ظلموں کی ایک لمبی داستان ہے وہاں صبر برداشت اور رحم کی بھی بے مثل داستانیں ہیں جو آپ نے رقم کی ہیں۔ یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو برداشت کرنا ہی تھا کہ آپ نے ہر معاملے میں دنیا میں ایک مثال قائم کرنی تھی۔ آپ کے صحابہ نے بھی قربانیوں کے نمونے دکھائے ہیں۔ اس لئے کہ خدائی وعدوں اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر ان کی نظر تھی اور کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل پر آنا تھا اور آپ آئے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہیں۔ اس لئے آپ نے بھی اپنے ماننے والوں کو یہی فرمایا کہ میرے ساتھ اور میری جماعت کے ساتھ تو یہ ظلم و زیادتی ہونی ہے تکالیف کے دور آنے ہیں۔ آپ نے واضح فرمایا کہ میرا راستہ پھولوں کی سیج نہیں ہے کانٹوں پر چلنا ہو گا۔ آپ نے کسی سے کوئی دھوکہ نہیں کیا۔ ہر شخص جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے یہ سمجھ کر ہوتا ہے کہ تکالیف برداشت کرنی پڑیں گی۔ میں بعض دفعہ نو مبائعین سے یہ دیکھنے کے لئے یہ سوال کر دیتا ہوں کہ ان کو کچھ اندازہ بھی ہے کہ احمدیت کوئی پھولوں کی سیج نہیں ہے۔ گزشتہ دنوں یہاں یوکے (UK) کے جو نو مبائعین تھے، ان کے ساتھ ایک نشست تھی تو ایک دوست سے میں نے یہی سوال پوچھا۔ کیونکہ ان کا تعلق پاکستان سے ہے تو ان کا یہی جواب تھا کہ ہم نے سوچ سمجھ کر بیعت کی ہے اور ہر سختی جھیلنے کے لئے تیار ہیں۔ بعض عورتوں نے بھی اپنے گھر بار چھوڑ دیئے لیکن ایمان کو نہیں چھوڑا۔ تو یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا ادراک حاصل کیا۔ یہ ادراک حاصل کیا کہ زندگی اور موت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور خوش قسمت ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ کی خاطر استقامت دکھانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہان کی جنتوں کا وارث بناتا ہے اور یہ صرف منہ کی باتیں نہیں ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اب یہ واقعات کسی نہ کسی شکل میں نظر آتے رہتے ہیں۔ جب یہ قربانیوں کے نمونے دکھائے جاتے ہیں۔ اور یہ ایسی ایسی قربانیوں کے نمونے ہیں کہ بعض دفعہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ جیسا کہ میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ابتدا سے ہی یہ واضح کر دیا کہ یہ ہو گا۔ اور یہ بھی فرما دیا کہ سب کچھ دیکھنے اور اپنے پر بیتنے کے باوجود تم اپنے ایمان پر حرف نہ آنے دینا اور اسی بات کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ اس استقامت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دونوں جہان میں انعامات مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اس کا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی کئی جگہ فرمایا ہے۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں بھی یہی مضمون ہے۔ اس کا ترجمہ بھی آپ نے سن لیا۔

پس زندگی اور موت تو ہر ایک کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ واضح فرما دیا کہ زندگی اور موت خدا تعالیٰ کے اِذن سے ہے۔ دشمن زیادہ سے زیادہ ہمیں موت کا ہی خوف دلا سکتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں۔ اگر یہ خدا تعالیٰ کے راستے میں آئے تو انعامات کی بشارتیں ہیں۔ ہم اسلام کی تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ جب بستر مرگ پر تھے تو ایک دوست جو اُن کی عیادت کے لئے گئے، ان کو دیکھ کر وہ شدت سے رونے لگے۔ یہ دوست سمجھے کہ شاید موت کا ڈر ہے۔ انہوں نے کہا کہ خالد! آپ تو دشمنوں کے نرغے میں کئی دفعہ آئے اور ایسی شجاعت کے مظاہرے کئے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اب اس وقت کیوں موت سے ڈر رہے ہیں؟ حضرت خالد نے کہا کہ میرے اوپر سے کپڑا اٹھاؤ۔ دیکھا تو جسم کے اوپر والے حصے میں انچ انچ پر زخم کے نشانات تھے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اب میری ٹانگوں سے کپڑا اٹھاؤ۔ وہاں بھی انچ انچ پر زخموں کے نشانات تھے۔ پھر حضرت خالد بن ولید نے کہا کہ میں موت کے ڈر سے نہیں رو رہا۔ اس فکر میں رو رہا ہوں کہ میں نے ہمیشہ شہادت کی تمنا کی ہے اور یہ زخموں کے نشان اس بات کے گواہ ہیں لیکن مجھے وہ مقام و مرتبہ نہیں ملا اور اب میں بستر پر جان دے رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ شہادت کی موت نہ آنا کہیں میرے شامت اعمال کا نتیجہ تو نہیں ہے۔ اور یہ خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شہادت نہیں دی تو اس میں خدا تعالیٰ کی کوئی ناراضگی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کی روح کو یا قربان ہونے کی روح کو سمجھنے والوں کا یہ مقام تھا۔ یہ تو ان کے دل کی حالت تھی لیکن اللہ تعالیٰ ایسے غازیوں کے متعلق بھی فرماتا ہے کہ ان کو بھی جنت کی بشارتیں ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ شہادت کے لئے یہ جذبے تھے۔

پھر قربانی کی روح کو سمجھنے کی اس زمانے میں یہ مثال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جب بادشاہ نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید سے بار بار یہ اصرار کے ساتھ کہا کہ اگر حضرت مسیح موعود کا انکار کر دو، جس کو تو نے مانا ہے اس کا انکار کر دو، تو میں اس کے نتیجہ میں تمہاری جان بخشی کر دوں گا۔ یہ لالچ دی تو آپ نے ہر دفعہ یہی فرمایا کہ آج اگر مجھے خدا تعالیٰ وہ موت دے رہا ہے جو اس کے انعامات کا وارث بنانے والی ہے تو میں دنیا کی خاطر اس کا انکار کیوں کر دوں۔ عجیب جاہلوں والا سوال تم مجھ سے کر رہے ہو یا سودا مجھ سے کر رہے ہو۔ پس یہی مومن کی شان ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ فرمایا ہے کہ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ۔ (آل عمران:147) پس وہ ہرگز کمزور نہیں پڑے اس مصیبت کی وجہ سے جو اللہ کے راستے میں انہیں پہنچی۔ اور انہوں نے ضعف نہیں دکھایا اور دشمن کے سامنے جھکے نہیں اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

آج بھی ہمارے مخالفین کو یہی تکلیف ہے کہ یہ کیوں کمزوری نہیں دکھاتے۔ کیوں ہمارے ظلموں پر ہمارے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکتے لیکن ان کو نہیں پتا کہ ایک حقیقی احمدی ہر وقت خدا پر نظر رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہر وقت کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے یہاں ایک دعا بھی سکھائی ہے کہ اپنے ثبات قدم کے لئے ہمیشہ دعا مانگتے رہو۔ کیونکہ ایمان کی مضبوطی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آتی ہے۔ یہ دنیا تمہارے ایمانوں کو کمزور کرنے پر اپنا زور لگا رہی ہے۔ اس کے اثر میں نہ آ جانا اور دعا یہ سکھائی جو آیات میں مَیں نے پڑھی ہے کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے میں ہماری زیادتی سے ہمیں بچا کے رکھ اور ہمیں ثبات قدم عطا فرما۔ اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا فرما۔

یا یہ کہہ لیں کہ ہمارے اعمال میں جو ہم نے زیادتی کی ہے، بعض غلط باتیں ہو گئیں ہم سے ہمیں بخش دے، ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ نے ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کے لئے دعا سکھائی ہے وہاں یہ بھی بتا دیا کہ کامیابیاں دعاؤں سے ملتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو، اس سے مانگو اور جبکہ خالص ہو کر اس سے دعائیں مانگی جا رہی ہوں تو اس کے نتیجہ میں پھر دنیا اور آخرت کے ثواب کا انسان وارث بن جاتا ہے۔

پھر سورۃ آل عمران کا دوسرا حصہ ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا، اس میں ایمانوں کی مزید مضبوطی کے لئے یہ تسلی بخش الفاظ بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ مردے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ امواتاً کا مردہ ہونے کے علاوہ یہ بھی مطلب ہے کہ جس کا بدلہ نہ لیا جائے۔ دوسرے یہ کہ جس کے پیچھے اس کے مقصد کو پورا کرنے والا کوئی نہ ہو۔ تیسرا یہ کہ جو مایوس اور غمزدہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرنے والے ایسے ہوں گے جو مردے نہیں ہیں جو احیاء کے زمرے میں آتے ہیں اور ان شہیدوں کے خون کا بدلہ خدا تعالیٰ لے گا۔ دوسرے یہ کہ ان شہیدوں کی شہادت سے پیچھے رہنے والے کمزور نہیں ہو جائیں گے۔ شہادت سے سرشار لوگوں کا گروہ ہر وقت موجود رہے گا۔ اور تیسرے یہ کہ یہ شہداء خدا تعالیٰ کے حضور ایسا مقام پانے والے ہیں اور انہیں ایسا رزق دیا جائے گا جس پر وہ خوش ہیں۔ ان کی موت افسردہ موت نہیں ہے بلکہ ان کے لئے خوشی کے سامان پیدا کرنے والی موت ہے۔ وہ اس بات پر خوش ہیں کہ جب اگلے جہان جا کر ان کو یہ خوشخبری ملے گی کہ ان کی قربانی نہ صرف قربانیاں کرنے والوں کی، خواہش رکھنے والوں کی ایک تعداد پیدا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کرنے والی بنی ہے بلکہ یہ بھی خوشی ہے کہ یہ قربانیاں دشمنوں پر آخری فتح کا باعث بننے والی ہیں۔ پس یہ قربانیاں، یہ امتحان، یہ عارضی ابتلاء ہماری ترقی کی رفتار تیز کرنے والے ہیں نہ کہ مایوسی میں دھکیلنے والے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ اس طرح فرمایا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَااللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ(حٰمٓ سجدہ:31) یعنی یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے اور استقامت اختیار کی ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور باطل خداؤں سے الگ ہو گئے پھر استقامت اختیار کی یعنی طرح طرح کی آزمائشوں اور بلا کے وقت ثابت قدم رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور مت غمگین ہو اور خوش ہو اور خوشی میں بھر جاؤ کہ تم اس خوشی کے وارث ہو گئے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ ہم اس دنیوی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں۔ اس جگہ ان کلمات سے یہ اشارہ فرمایا کہ استقامت سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ یہ سچ بات ہے کہ استقامت فوق الکرامت ہے۔ کمال استقامت یہ ہے کہ چاروں طرف بلاؤں کو محیط دیکھیں اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو کو معرض خطر میں پاویں اور کوئی تسلی دینے والی بات موجود نہ ہو۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ بھی امتحان کے طور پر تسلی دینے والے کشف یا خواب یا الہام کو بند کر دے اور ہولناک خوفوں میں چھوڑ دے۔ اس وقت نامردی نہ دکھلاویں اور بزدلوں کی طرح پیچھے نہ ہٹیں اور وفاداری کی صفت میں کوئی خلل پیدا نہ کریں۔ صدق اور ثبات میں کوئی رخنہ نہ ڈالیں۔ ذلت پر خوش ہو جائیں۔ موت پر راضی ہو جائیں اور ثابت قدمی کے لئے کسی دوست کا انتظار نہ کریں کہ وہ سہارا دیوے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 419-420)

پس یہ حالت ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ جب یہ حالت ہو کہ انسان ہر قربانی کے لئے تیار ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ اپنے بندے کو چھوڑتا نہیں، وہ بڑھ کر تھام لیتا ہے تبھی تو جنتوں کے وعدے بھی دے رہا ہے اور اس لئے اس میں ثبات قدم کی دعا بھی سکھلائی ہے اور دشمنوں پر فتح پانے کی دعا بھی سکھائی ہے۔ اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اس طرح فتوحات کے دروازے کھولے گا کہ دشمن کے لئے کوئی جائے فرار نہیں ہوگی اور انشاء اللہ تعالیٰ آخری فتح کے جو وعدے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے کئے ہیں وہ یقیناً پورے ہوں گے اور آخری فتح ہماری ہی ہوگی۔

ان قربانیوں کی داستان رقم کرنے والوں میں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کی خوشخبری پانے والوں میں آج پھر ہمارے ایک بھائی شامل ہوئے ہیں جو بھوئیوال ضلع شیخوپورہ کے مکرم خلیل احمد صاحب ابن مکرم فتح محمد صاحب ہیں، جن کو 16 مئی 2014ء کو شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ 13 مئی 2014ء کو مخالفین نے گاؤں میں جماعت کے جو مخالفانہ سٹکر لگائے ہوئے تھے ان کو اتارنے کی وجہ سے احمدیوں سے جھگڑا ہو گیا اور جھگڑا تو نہیں ہوا تو تکار ہی تھی۔ اس معاملے کو جواز بنا کر انہوں نے جماعت کے خلاف بھوئیوال ضلع شیخوپورہ میں جلوس نکالا۔ لاؤڈ سپیکر پر جماعت کے خلاف اشتعال انگیز تقاریر کیں اور ٹریفک بلاک کر کے پولیس سے مطالبہ کیا کہ مقدمہ درج کریں جس پر پولیس نے چار احمدی احباب کے خلاف مقدمہ درج کر لیا جن میں مبشر احمد صاحب، غلام احمد صاحب، خلیل احمد صاحب اور احسان احمد صاحب تھے اور ایف آئی آر میں نامزد ملزمان میں سے خلیل احمد صاحب اور ملزمان کے بعض دیگر رشتہ داروں کو گرفتار کر لیا اور حوالات میں بند کر دیا۔ مقدمہ کے اندراج کے بعد ایف آئی آر میں جو باقی نامزد ملزمان تھے، ان کی عبوری ضمانتیں کروالی گئی تھیں اور خلیل صاحب کی ضمانت کے حوالے سے کارروائی ہو رہی تھی کہ 16/مئی 2014ء بروز جمعہ سوا بارہ بجے دوپہر سلیم نامی ایک نوجوان آیا، جو قریبی گاؤں کا رہنے والا تھا کہ میں کھانا دینے آیا ہوں۔ اس بہانے سے اندر داخل ہوا اور حوالات کے قریب آ کر پوچھا کہ خلیل صاحب کون ہیں؟ اور نشاندہی ہونے پر پستول نکال کر خلیل صاحب کے چہرے پر فائر کر دیا جس سے وہ شدید زخمی ہو گئے اور قاتل نے دوسرے احمدی اسیران پر بھی فائر کی کوشش کی لیکن اس وقت پستول چلا نہیں، گولی پھنس گئی۔ پولیس نے مجرم کو گرفتار کر لیا، خلیل صاحب کو حوالات سے باہر نکالا لیکن اس وقت تک جام شہادت نوش فرما چکے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

گو اُسے گرفتار تو کر لیا لیکن حال یہی ہے کہ یہ سب کچھ وہاں کے سرکاری افسروں اور پولیس کی آنکھوں تلے ہو رہا ہے اور یہ نوجوان جس کو مولویوں نے احمدیت کی دشمنی میں بالکل ہی اندھا کیا ہوا تھا اس نے یہ ایک نعرہ لگایا کہ ’’مجھے جنت مل گئی‘‘۔ یہ تو آج کل کے مولویوں کا حال ہے جو یہ تعلیم دے رہے ہیں۔ اللہ اور اس کا رسول یہ کہتے ہیں کہ کلمہ پڑھنے والے کو مارنے والے، قتل کرنے والے کی سزا جہنم ہے اور یہ ان کو جنتوں کی خوشخبریاں دے رہے ہیں۔

شہید مرحوم کے خاندان کا تعلق بھوئیوال ضلع شیخوپورہ سے تھا۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد فتح محمد صاحب کے ذریعہ سے ہوا۔ دو بھائیوں سردار محمد صاحب اور چوہدری محمد عمر دین صاحب کے ہمراہ 1918ء میں خلافت ثانیہ میں انہوں نے بیعت کی۔ شہید مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ بوقت شہادت ان کی عمر 61 سال تھی، میٹرک تک تعلیم تھی۔ واپڈا میں ملازم ہو گئے تھے۔ شہادت سے ڈیڑھ ماہ قبل ہی محکمہ سے ریٹائرڈ ہوئے تھے۔ مکرم خلیل احمد صاحب شہید مرحوم بفضل خدا تہجد گزار، پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تلاوت کے باقاعدہ کرنے والے، خلافت کے ساتھ محبت کا، اخلاص کا گہرا تعلق رکھنے والے، خطبہ جمعہ اور باقی پروگرام بڑی باقاعدگی سے سنتے تھے۔ بچوں کو اس کی تلقین کرتے تھے۔ واقفین زندگی کے ساتھ بڑی محبت کا تعلق تھا۔ عزت و احترام ان کا کرتے تھے۔ مہمان نوازی آپ کا وصف تھا۔ مرکزی نمائندوں کی مہمان نوازی میں فخر محسوس کرتے۔ بڑے امانتدار اور مخلص احمدی تھے۔ خدمت خلق کے جذبے سے سرشار تھے۔ کمزور احباب اور غرباء کا ہر طرح سے خیال رکھنے کی کوشش کرتے۔ جماعتی خدمات کے طور پر ان کو سیکرٹری مال، سیکرٹری دعوت الی اللہ اور زعیم انصار اللہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ ان کی اہلیہ اور دو بیٹیاں ہیں اور دو بیٹے ہیں۔ ایک جرمنی میں ہیں لئیق احمد صاحب اور ایک احسان احمد وہیں قائد خدام الاحمدیہ ہیں۔

معلم صاحب لکھتے ہیں کہ یہ بڑے دعا گو تھے اور بڑی پُر درد دعائیں کیا کرتے تھے۔ فرضوں اور سنتوں کی ادائیگی کے بعد تمام دوست مسجد سے چلے جاتے تھے لیکن ان کی سنتیں اور نوافل دیر تک جاری رہتے تھے۔ ابھی نماز کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ان کا نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

اس کے علاوہ نماز جنازہ حاضر بھی ہیں۔ ایک جنازہ ہے مولوی احسان الٰہی صاحب ریٹائرڈ معلم وقف جدید کا جو آجکل یہاں لندن میں رہتے تھے۔ 17/مئی کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی رحمت علی صاحب (پھیرو چچی جو قادیان کے نزدیک ہے ان) کے بیٹے تھے اور یہ جو مولوی رحمت علی صاحب تھے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ قادیان میں مالی مقرر فرمایا تھا۔ احسان الٰہی صاحب نے 1949ء میں زندگی وقف کی اور 1957ء سے وقف جدید میں بطور معلم خدمت کا آغاز کیا جو اکتوبر 1999ء تک جاری رہا۔ اسی سال ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے بچوں کے پاس لندن آ گئے۔ سندھ میں ان کی تقرری رہی ہے۔ بے شمار جگہوں پر ان کو نئی جماعتیں قائم کرنے کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹے ان کے محمد احمد صاحب شمس مربی سلسلہ بھی ہیں۔

دوسرا جنازہ حاضر جو ہے وہ نسرین بٹ صاحبہ کا ہے جو 18/مئی کو 48 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بہت نیک، خدا ترس، غریب پرور خاتون تھیں۔ جماعت کی فعال ممبر تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھیں۔ ساڑھے چار سال قبل اپنے شوہر کی اچانک وفات کے بعد اپنے بچوں کی اچھے رنگ میں پرورش اور تربیت کی توفیق پائی اور انہیں نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وابستہ رکھا۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ انہوں نے چار بیٹے پیچھے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ماں باپ کی نیک دعاؤں اور تمناؤں کا وارث بنائے۔ جماعت سے وابستہ رکھے اور یہ تینوں جن کے ہم جنازے پڑھیں گے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals

قانونی مشاورت
برائے اسائلم

• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

جماعت احمدیہ فلپائن کے نویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

رپورٹ: معصوم احمد۔صدر و مبلغ انچارج فلپائن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ فلپائن کو اپنا نواں تین روزہ جلسہ سالانہ مورخہ 16، 17، اور 18 مئی 2014ء کو صوبائی دار الحکومت آف Mindanau (منڈنو) میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے دور دراز علاقوں کے مہمانوں کی آمد جلسہ سے دو ہفتے قبل شروع ہوگئی تھی۔ بعض احباب ملائشیا کے Border کے جزیروں سے آتے ہیں اور ان کا یہاں آنا بحری جہاز کے Schedule پر منحصر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے تینوں دنوں کا آغاز نمازِ تہجد سے ہوا اور نمازِ فجر کے بعد درس بھی ہوتا رہا۔

نماز جمعہ کے بعد جلسہ سالانہ کے پہلے سیشن کا آغاز خاکسار کے زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے چند اشعار مع ترجمہ پیش کئے گئے۔

اس کے بعد خاکسار کی افتتاحی تقریر تھی جس میں احباب جماعت کو نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی نیز جلسہ سالانہ کی اغراض و مقاصد بیان کئے اور جلسہ سے بھرپور فائدہ اٹھانے طرف توجہ دلائی۔

افتتاحی دعا کے بعد قرآن کریم، کتب سلسلہ وغیرہ پر مشتمل ایک نمائش کا آغاز ہوا جس میں احباب جماعت نے کافی دلچسپی لی۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد پہلے سیشن کا اختتام ہوا۔

دوسرے روز جلسہ سالانہ کے دوسرے سیشن کا آغاز 8 بجکر 30 منٹ پر مکرم الحاج اسمٰعیل مانگ کبونگ صاحب کے زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ منظوم کلام کے بعد پہلی تقریر مکرم معلّم الناجد آرامی صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم معلّم عبدالحلیم شہدون صاحب نے قرآن کریم کی عظمت اور فضیلت کے موضوع پر کی۔ اس سیشن کی آخری تقریر مکرم معلّم نور الدین صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ زندگی پر کی۔

نماز ظہر و عصر کے بعد دوسرے روز کے دوسرے سیشن کا آغاز مکرم الحاج جعفر الکارن کے زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم معلّم محمد رازی صاحب نے وفات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم معلّم فیلڈن ہونگ صاحب نے مالی قربانی کے موضوع پر کی۔ اس سیشن کی آخری تقریر پروفیسر الحاج صالح یسوع شہود صاحب نے عورت کے مقام پر کی۔ اس کے بعد سیشن کا اختتام ہوا۔

نماز مغرب و عشاء کے بعد ایک دلچسپ پروگرام ہوا جس میں تمام شامل بچوں کو جلسہ گاہ میں بلایا گیا اور ہر ایک کو تحفہ دیا گیا۔ اس کے بعد اسے دینی معلومات سے متعلق کوئی آسان سا سوال پوچھا گیا اور جواب دینے والوں کو پھر تحفہ دیا گیا۔ آخر پر خاکسار نے بچوں کو نصائح کیں اور انہیں ایک احمدی کی حیثیت سے ذمہ داری کا احساس دلایا۔

جلسہ سالانہ کے تیسرے اور آخری دن کے پہلے سیشن کا آغاز صبح 8 بجکر 30 منٹ پر مکرم پسن مانگلبونگ صاحب کے زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد مکرم فوئد عظیم ملک صاحب نے برکات خلافت کے موضوع پر تقریر کی۔ اس سیشن کی دوسری اور آخری تقریر مکرم ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب نے Significance of Ahmadiyya - in Contemporary Life کے موضوع پر کی۔

گیارہ بجے جلسہ سالانہ کا اختتامی اجلاس خاکسار کے زیر صدارت شروع ہوا۔ خاکسار نے احباب کے سامنے قرآن کریم، احادیث، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفائے احمدیت کی روشنی میں امام مہدی اور مسیح موعود کی پیشگوئیوں، علامات اور نشانات کو بیان کیا۔ اس اجلاس میں اسلامک یونیورسٹی آف منڈنو کے پروفیسر Eddi Cadja اور ان کے دو ساتھی بھی آئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنگاپور میں ان کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔

اس اجلاس کے آخر پر دعا ہوئی اور جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جلسہ سالانہ کی کُل حاضری 235 رہی۔ ان میں سے دو خواتین انڈونیشیا سے بھی آئی ہوئی تھیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان ساری دعاؤں کو قبول فرمائے جو حضور علیہ السلام نے شاملین جلسہ کے لئے کی ہیں۔ آمین۔

☆......☆......☆

اجلاس کے دوران ایک منظر

اختتامی تقریب کے دران

ڈاکٹر مہدی علی شہید

پیکرِ حسن و نفاست ڈاکٹر مہدی علی
پی گیا جامِ شہادت ڈاکٹر مہدی علی

خدمتِ انسانیت شیوہ تھا جس کا لا جرم
تھا مددگارِ خلافت ڈاکٹر مہدی علی

پھول خوشبودار چہرہ جیسے کھلتا اک گلاب
ہے پڑا وقتِ شہادت ڈاکٹر مہدی علی

وہ شہیدانِ وفا جو جا بسے ہیں عرش پر
پا گیا ان کی رفاقت ڈاکٹر مہدی علی

کر لیا تاریخ نے محفوظ تیرا نام بھی!
اے شہید احمدیت ڈاکٹر مہدی علی

پیش کرتا ہوں تجھے میں آنسوؤں میں بھیگتے
اپنے جذباتِ عقیدت ڈاکٹر مہدی علی

(مبارک احمد ظفرؔ۔لندن)

الفضل بھی دعوت الی اللہ کا ایک ذریعہ ہے۔ خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں۔

”کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے“

انصر رضا، مبلغ سلسلہ وان۔ کینیڈا

احمدیہ مسلم جماعت کی صداقت کے جہاں بے شمار علمی دلائل موجود ہیں وہاں روز بروز ظاہر ہونے والے ایسے نشانات بھی مشاہدات وتجربات میں آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اس جماعت کے لئے تائید ونصرت کو روزِ روشن کی طرح ثابت کرتے ہیں۔ خاکسار کے ساتھ بھی متعدد ایسے واقعات ہوئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے احمدیہ مسلم جماعت کی صداقت کی فعلی شہادتیں ہیں۔ ان میں سے خاکسار ایک واقعہ پیش کرتا ہے جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام کے ایک مصرعہ کے عین مطابق ہے جسے اس مضمون کے عنوان کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔

اسّی (1980ء) کی دہائی کے وسط میں ہم لوگ لاہور میں اپنا آبائی گھر فروخت کر کے ایک دوسرے علاقے میں منتقل ہوئے۔ نو دس گھروں پر مشتمل ایک مختصر سے محلّہ میں پہلے سے آباد لوگوں سے ہمارے بڑے اچھے تعلقات قائم ہوگئے اور یہ سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہا۔ تا آنکہ خاکسار نے اپنے گھر کی دوسری منزل تعمیر کروانے کے بعد اپنے کمرے میں ذاتی لائبریری کے لئے دیوار گیر بُک شیلف بنوانے کے لئے لکڑی کے کام کے ایک ماہر کاریگر کی خدمات حاصل کیں۔ اس نے بڑی محنت سے سارا کام کیا۔ بک شیلف بننے کے بعد خاکسار نے اس میں اپنی کتابیں سجادیں جن میں ظاہر ہے کہ احمدیہ لٹریچر بھی شامل تھا۔ اس دوران وہ شخص خاکسار کے کمرے اور گھر میں دوسرا کام بھی کرتا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی نظر کتابوں پر بھی پڑتی رہی ہوگی لیکن اس نے کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔ چند محلّہ داروں نے خاکسار کے گھر آکر جب اس کا کام مشاہدہ کیا تو متأثر ہو کر اسے اپنے ہاں بھی کام کرنے کو کہا۔ ان محلّہ داروں کے ہاں کام کے دوران اس شخص نے انہیں بتایا کہ خاکسار احمدی ہے۔ جس کے بعد محلّہ میں چہ مگوئیاں شروع ہوگئیں اور خاکسار کے خلاف کارروائی اور بائیکاٹ کی باتیں شروع ہوگئیں۔۔ چند شریف لوگوں نے باقیوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے انہیں ایسے کاموں سے منع کیا کہ یہ لوگ بہت اچھے ہیں اور ایک عرصہ سے ہمارے ان سے اچھے تعلقات ہیں لہٰذا مذہب کو بیچ میں نہیں لانا چاہئے۔ اس پر کچھ لوگ تو خاموش رہے لیکن تین گھرانوں کے سربراہان نے مخالفت جاری رکھنے پر اصرار کیا اور بائیکاٹ کا فیصلہ کرتے ہوئے خاکسار سے سماجی تعلقات ختم کرنے کا اظہار کیا۔

اپنے گھروں میں مختلف تقریبات یا عام طور پر خواتین کے ایک دوسرے کے ہاں آنے جانے اور کھانے پینے کی اشیاء کے تبادلے بند کرنے کے بعد ان لوگوں نے محلے میں مختلف گھروں میں کام کرنے والے ایک مسیحی جوڑے کو خاکسار کے گھر کام کرنے سے منع کیا لیکن انہوں نے انہیں منہ توڑ جواب دیا کہ پورے محلّہ میں ان سے سب سے زیادہ حسن سلوک اس احمدی گھر میں ہی ہوتا ہے جبکہ ان تین شدید مخالفین میں سے دو گھروں کے سربراہ اس مسیحی شخص کے پرمٹ پر اس سے شراب منگواتے ہیں۔ یہ بات اس مسیحی جوڑے نے ہمیں خود بتائی۔ محلّہ میں ایک نوجوان شریف النفس قاری صاحب آیا کرتے تھے جو بچوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ خاکسار نے بھی اپنے بچوں کے لئے ان کی خدمات حاصل کیں۔ مخالفین نے انہیں بھی منع کیا کہ وہ خاکسار کے بچوں کو قرآن نہ پڑھایا کریں کیونکہ یہ لوگ غیر مسلم ہیں اور ان کا قرآن بھی مختلف ہے۔ لیکن اس شریف النفس شخص نے انہیں جواب دیا کہ اول تو میں انہیں وہی قرآن پڑھاتا ہوں جو تم سب کے بچوں کو پڑھاتا ہوں۔ دوم یہ کہ میرے ساتھ سب سے اچھا سلوک اس گھر میں ہوتا ہے۔ لہٰذا میں تو ان کے بچوں کو قرآن پڑھاتا رہوں گا۔ یہ تمام باتیں بھی خود قاری صاحب نے خاکسار کو بتائیں۔ اس کے بعد ان تین میں سے ایک گھر کا سربراہ کچھ زیادہ ہی بدزبانی اور مخالفت پر اتر آیا۔ چند ماہ بعد اس کے بیٹے کی شادی تھی۔ اس نے علی الاعلان سب کے سامنے کہا کہ میں چوہڑوں کو تو اپنے بیٹے کی شادی میں بلا سکتا ہوں لیکن ان مرزائیوں کو کبھی مدعو نہیں کروں گا۔ چنانچہ خاکسار کے گھرانہ کے علاوہ پورا محلّہ اس شادی میں گیا۔

اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا انتقام شروع ہوا۔ سب سے پہلے ان تین گھرانوں میں سے ایک نسبتاً کم مخالف کی بیوی اچانک بیمار ہوئی اور پھر اچانک ہی فوت بھی ہوگئی۔ اس کے چند ماہ بعد ہی دوسرے گھر کی خاتون بھی کم عمر بچوں کو چھوڑ کر فوت ہوگئی۔ اس طرح دو گھرانوں کا گھریلو شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔ اب دونوں گھروں کے سربراہ گلی میں کرسیاں ڈال کر بیٹھے رہتے اور ایک دوسرے کا غم غلط کرنے کی کوششیں کرتے۔ یہی وہ دونوں افراد تھے جو ہمارے مسیحی ملازم سے شراب منگوا کر پیا کرتے تھے۔ چند ماہ بعد ان میں سے ایک کینسر کا شکار ہو کر فوت ہوگیا اور اب سنا ہے کہ وہ ایک شخص اکیلا ہی بیٹھا رہتا ہے۔ اس کے بچے بھی اس کے پاس نہیں رہتے۔ اب اس کے بعد تیسرے شدید مخالف کی باری آئی۔ ایک روز خاکسار کام سے واپس آیا تو گلی کی نکڑ پر چند لوگ کھڑے تھے۔ خاکسار کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ شخص جس نے ہمارا کھلم کھلا بائیکاٹ کیا تھا محلّہ کے چند دس بارہ سال کے لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرتا ہوا پکڑا گیا ہے۔ اس پر اس کی جو ذلّت ہوئی وہ ظاہر ہے۔ وہ اپنے بیوی بچوں کے پاؤں پکڑ کر معافیاں مانگتا رہا اور محلّہ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے ہوئے گھر میں قید ہوگیا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد دل کی بیماری سے مر گیا۔ اس کے دو بیٹوں میں سے ایک بیٹا آوارگی کا شکار ہوگیا۔

اس کے بعد خاکسار تو اپنے گھرانہ سمیت کینیڈا منتقل ہوگیا لیکن اس سابقہ محلّہ کے شریف گھرانوں سے رابطہ پر معلوم ہوتا رہتا ہے کہ اب وہاں ایک اجاڑ کی سی کیفیت ہے اور وہ محبت اور بھائی چارہ جو کبھی ہوا کرتا تھا بالکل مفقود ہے۔ یہ چند شریف گھرانے ہمارے اس دور کو ابھی بھی یاد کر کے موجودہ حالات پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ دشمنوں کے سر پر خاک پڑنے کا یہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صداقت کا ایک روشن نشان بنا جس نے خاکسار اور اس کے بیوی بچوں کے علاوہ خاکسار کے ذریعہ بیعت کرنے والے والدین کے ایمان کو بھی پختگی بخشی۔ میرے والد صاحب مرحوم تا زندگی اور والدہ صاحبہ (اللہ تعالیٰ انہیں صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین!) اب تک ان واقعات کو یاد کر کے احمدیت کی صداقت پر گواہی دیتی ہیں۔

”ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی“

محترم محمود احمد شاہد بنگالی صاحب (مرحوم)

وہ خلافت کا تھا عاشق خادمِ اسلام تھا
دین کی خدمت میں اس کا مرتبہ اور نام تھا
زندگی ساری خدا کی راہ میں قربان کی
احمدیت کی محبت میں ہی اپنی جان دی
خادمِ انسانیت تھا وہ بہادر راہنما
ہر کسی سے پیار سے ملنا وطیرہ تھا سدا
وہ خلیفہ کا تھا خادم اور سلطانِ نصیر
اس کی خدمت سے بھی تھے خوش راہِ مولا کے اسیر
اس کی رحلت پر خلیفہ کا تھا خطبہ اس کے نام
خوبیاں اس کی بتائیں میرے آقا نے تمام
اس سے بڑھ کر خوش نصیبی ہوگی کیا محمود کی
پیارے آقا کی محبت کے ملے ہیں اس کو جام
میرا مولا رحمتیں نازل کرے اس پر سدا
جنت الفردوس بھی مولا کرے اس کو عطا

(خواجہ عبدالمومن۔ اوسلو ناروے)

کونگو کنشاسا میں عطیہ خون کا پروگرام

9 جماعتوں کے 54 افراد نے عطیہ خون پیش کیا

(رپورٹ: فرید احمد بھٹی۔ مبلغ کونگو)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کنشاسا ریجن (کونگو کنشاسا) کو مؤرخہ 18 مئی 2014ء کو عطیہ خون کا پروگرام منعقد کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ عطیہ خون کے لئے احمدیہ کلینک مسینا (Masina) کا انتخاب کیا گیا۔

اس روز خون کا عطیہ دینے سے قبل باقاعدہ ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فرید احمد صاحب مبلغ سلسلہ کنشاسا نے کی اور مکرم موسیٰ لیلیٰ صاحب نے فرنچ ترجمہ پیش کیا، مکرم ابوبکر thsitenge نے عطیہ خون کی اہمیت اور ضرورت کے حوالے سے تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کونگو نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس تقریب کا انعقاد اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کیا گیا ہے، کیونکہ اسلام ہمیں بلاتفریق رنگ ونسل مذہب وملّت خدمت انسانیت کی تعلیم دیتا ہے اور جماعت احمدیہ دنیا بھر میں یہ فریضہ انجام دے رہی ہے۔ تقریب کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

عطیہ خون وصول کرنے کے لئے کنشاسا کے جنرل ہسپتال کی 8 رُکنی ٹیم موجود تھی۔ مکرم امیر صاحب نے سب سے پہلے خون کا عطیہ دیا۔ اس کے بعد مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب نے عطیہ خون دیا۔ خون دینے کے لئے 72 افراد موجود تھے۔ میڈیکل چیک اَپ کے بعد 9 جماعتوں کے 54 افراد سے خون لیا گیا۔

اس پروگرام کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے خصوصی کوریج دی جن میں کونگو کے نیشنل Horizon 33, Tv RTNC نے خبروں میں نشر کیا نیز 30 منٹ کی ڈاکومنٹری پیش کی۔

پرنٹ میڈیا کونگو کے مشہور اخبار Le Potential نے نصف صفحہ پر ایک آرٹیکل شائع کیا۔

نیز جنرل ہسپتال کنشاسا نے جماعت کو شکریہ کا خط لکھا جس میں انہوں نے اس پروگرام کو منعقد کرنے پر بہت تعریف کی اور اس کاوش کو سراہا۔

باہمی محبت اور اخوت کی اہمیت

جماعتی اتحاد اور استحکام کے لئے باہمی محبت و اخوت ایک ضروری امر ہے۔ یہ وہ زندہ اور درخشاں معجزہ ہوتا ہے جو ازل سے الٰہی جماعتوں کا خاصہ رہا ہے۔ جسے مخالفین بصد حسرت و یاس دیکھتے ہیں اور زبان حال سے لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْن (الحجر آیت:3) کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر باوجود بڑی کوشش اور متعدد دنیاوی تدابیر کے اس عظیم اخوت کو حاصل نہیں کر سکتے جو مامور خدا کی آواز پہ لبیک کہنے والوں میں قائم ہوتی ہے۔ جب لوگ باہمی انتشار و انشقاق کے باعث تباہی و بربادی کے کنارے پر ہوتے ہیں۔ حرص و ہوا کے بندے بن کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بھول جاتے ہیں۔ رنگ و نسل اور قومی عصبیت کے فتنے اپنے عروج پر ہوتے ہیں۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اپنے کسی مامور کے ذریعہ باہمی محبت و مودّت سے پر معاشرہ کی بنا ڈالتا ہے۔ جس میں ہر طرف ”تَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلَام“(ابراہیم:24) کے مطابق امن و سکون اور عافیت و سلامتی کا نظارہ ہوتا ہے اور ایک ہی لڑی میں منسلک مامور ربانی کے روحانی فرزندوں میں وہ یگانگت اور لگاؤ پایا جاتا ہے جو باہمی تعلقات اور معاشرتی امور میں آئندہ نسلوں کے لئے ہمیشہ نمونہ اور مشعل راہ ثابت ہوتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہم نے از سر نو فضل خداوندی اور صحابہؓ کے روحانی ورثہ کے طور پر اسلامی اخوت و مساوات کو پایا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اسے برقرار رکھیں اور دل و جان سے اسے فروغ دینے کی ہر ممکن سعی کریں۔ اس کے نتیجہ میں ہمیں اپنی زندگی میں روحانی مسرت و شادمانی حاصل ہوگی اور انشاء اللہ جماعتی رنگ میں بھی ہماری جڑیں مضبوط رہیں گی اور ہم خدا تعالیٰ کے ان پاک احسانوں کے مستحق ٹھہریں گے جو کسی قوم کی بلندی و سرفرازی کا سبب ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ ...... یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل۔ صفحہ 336۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اس جماعتی اخوت کو زندہ جاوید بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں ایثار اور قربانی کی روح ہو اور پھر ہمارے جذبات محبت الٰہی منشاء کے مطابق ہوں اور اپنے بھائیوں سے ہمارا رویہ اور برتاؤ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہ کی بنا پہ ہو۔ لوگوں کے ساتھ ذاتی منفعت یا مادی فوائد کی خاطر خوشامد کے اظہار کو کبھی ثبات نہیں۔ لیکن للّٰہی تعلق اور اسلامی اخوت ایک مقدس روحانی تحفہ ہے جو پاکیزہ قلوب میں عنایت الٰہی سے سدا فروزاں رہتا ہے۔

خدا کے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے افراد کو جو محض للہ باہمی تعلقات محبت کو فروغ دیتے اور نبھاتے ہیں ازلی ابدی مسرتوں اور دائمی لذتوں سے پُر اعلیٰ و ارفع زندگی کی بشارت دی ہے اور فرمایا ہے کہ ایسے افراد روز قیامت اللہ تعالیٰ کی شفقت و رحمت کے سایہ تلے ہوں گے۔ (باب ماجاء الحب فی اللہ جامع ترمذی)

خدائے رحمٰن اور اس کے بندوں سے محبت رکھنا مومن کا شیوہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدِّیْنُ النَّصِیْحَۃَ ثَلَاثَ مَرَارً۔ قَالُوْا یَا رَسُوْلُ اللّٰہ لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَ لِکِتَابِہٖ وَ لِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ عَامَّتُھِمْ۔

(جامع ترمذی باب ماجاء فی النصیحة)

ترجمہ: رسولؐ خدا نے تین دفعہ فرمایا کہ دین خیر خواہی کے لئے ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ کس کے لئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کے لئے۔ اس کی کتاب کے لئے۔ مسلمانوں کے سرکردہ اور ذمہ دار افراد کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔

جب نصیحت کی آپؐ نے تلقین فرمائی۔ اس کے حصول کا ایک معین اور آسان اصول بھی بتا دیا اور فرمایا:۔

”ہمیشہ اپنے بھائی کے لئے وہی امر روا رکھو جو اپنے لئے چاہتے ہو۔“ (بخاری کتاب الایمان)

بلاشبہ ہر انسان اپنے لئے بھلائی بہبودی، نیک شہرت اور اچھے اوصاف کا مالک ہونا پسند کرتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہم نہ صرف اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی اور افراد جماعت کی خیر خواہی کے لئے کام کریں اور بموجب فرمان نبوی ایک دوسرے کی عزت ناموس اور جان و مال کے امین بنیں اور باہمی فلاح و بہبود کی خاطر نہ صرف مقدور بھر مادی وسائل سے کام لیں بلکہ خدائے عزوجل کی بارگاہ میں ایک دوسرے کے لئے دعائے خیر بھی کرتے رہیں۔ جو فرد اپنے بھائی کے لئے دعائیں کرتا ہے خدا اس کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔ (جامع ترمذی)

باہمی تعلقات اخوت میں رخنہ کا سب سے بڑا موجب کبر ہوتا ہے جس کا منبع جہالت اور عدم عرفان ہیں اور اس کے نتائج بخل، نفس پرستی اور دوسرے کی عیب گوئی جیسے اخلاق رذیلہ ہیں۔ یہ وہ ابلیسی عادت ہے جس کی وجہ سے انسان تمام شریفانہ اوصاف ایفاء عہد، صلہ رحمی، مروّت اور شفقت علیٰ خلق اللہ سے عاری ہو جاتا ہے۔ دوسرے لوگ بھی ایسے انسان کو نفرت و حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور انجام کار اس سے طمانیت قلب کی جنت چھن جاتی ہے اور وہ حسد و بغض کی آگ میں جلتا ہے۔ لیکن جو شخص باوجود صاحب وجاہت و فضیلت ہونے کے لوگوں کے ساتھ تواضع اور انکساری سے پیش آتا ہے وہ سوسائٹی میں باہمی محبت پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ ایسے انسان پر اللہ کا خاص فضل نازل ہوتا ہے اور وہ اسے بلندی و سرفرازی سے نوازتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔ وہ نہ اس سے خیانت کرتا ہے نہ ہی جھوٹ بولتا ہے نہ ہی مصیبت کے وقت اپنے بھائی کا ساتھ چھوڑتا ہے (سن لو) ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان عزت اور مال کی رعایت لازم ہے۔ الٰہی امور میں تقویٰ ہے۔ انسان کی بربادی کے لئے یہی امر کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر جانے۔“ (باب ماجاء فی شفقة المسلم علی المسلم جامع ترمذی)

مومن ایک دیوار کی مانند باہمی مضبوط ربط رکھتے ہیں جو خوشی غمی میں ایک دوسرے کے شریک رہتے ہیں۔ یقیناً وہ شخص بڑا ہی مبارک اور قابل عزت ہے جو اپنے بھائی کو تکلیف اور پریشانی میں دیکھ کر تڑپ اٹھتا ہے اور پھر اپنی توفیق کے مطابق محض للہ اس کی مدد کرتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے نصرت ایزدی کی بشارت ہے۔

حسن خلق، بشاشت روئی اور وسعت قلبی بھی باہمی محبت کو قائم رکھنے کا بڑا ذریعہ ہیں اور یہ مومن کے وہ نمایاں اوصاف ہیں جو اسے غیروں سے ممتاز کرتے ہیں۔ بدخلقی، بخل، غیبت اور احسان جتلاتے رہنا وہ عادات قبیحہ ہیں جو خوشگوار تعلقات میں شدید حائل ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:”بدخلقی اور بخل ایسی دو صفات ہیں جن سے مومن کا کوئی تعلق نہیں۔“

اس کے دل میں اپنوں کے علاوہ غیروں کے لئے رحمت و شفقت کے جذبات ہوتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے: مکار، بخیل اور احسان جتلانے رہنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

غرض اسلام ہم سب سے اس بات کا خواہاں ہے کہ ہم ہر قسم کی بری عادتوں مثلاً قطع تعلق، جذبہ انتقام اور بغض حسد ترک کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے بردبار اور حلیم بندے بن جائیں جو ایک دوسرے سے نیکی و تقویٰ میں قومی فلاح و بہبود کی خاطر تعاون کریں۔

قرآن کریم بہشتی افراد کی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی بیان کرتا ہے۔

وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ۔ (الحجر:49)

ترجمہ: اور ان کے سینوں میں جو کینہ (وغیرہ) ہوگا اسے ہم نکال دیں گے۔ وہ بھائی بھائی بن کر جنت میں رہیں گے۔ تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ پس جو شخص جھگڑوں میں اپنے بھائی کی خطا کو معاف نہیں کرتا اور کینہ و بغض کے جذبات ردّیہ کو دل میں جگہ دے کر مزعومہ حریف کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتا ہے وہ خود اپنے لئے بہشتی زندگی میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ جب انتقامی جذبات جوش پکڑیں تو اللہ کریم کی صفت عَفُوّ کو یاد رکھنا چاہئے۔ یہ وہ بابرکت صفت ہے جس کی وجہ سے ہم مؤاخذہ الٰہی سے بچ جاتے ہیں۔ اشتعال انگیزی کے وقت جذبات پر قابو رکھنا، عفو و درگزر کو اختیار کرنا اور خطا کاروں سے احسان کا برتاؤ الٰہی محبت کے حصول کی عمدہ راہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلت کا اقرار کئے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام ستار ہے۔ پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا۔ چاہئے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے۔“

(ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ 572۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اسلام ایک جامع لائحہ عمل ہے اور اس کی تعلیمات سوسائٹی کے ہر طبقہ کے لئے نور ہدایت ہیں۔ دنیاوی نعماء سے متمتع افراد کو انفاق مال اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا درس دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے کمزور اور حاجت مند بھائیوں سے نیک سلوک محض رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر ہو۔ (الدھر:9)

مگر ساتھ احسان شناسی اور شکر گزاری کی بھی تعلیم دی۔ کیونکہ ان امور کا فقدان فطری طور پر محبانہ تعلقات میں روک ڈالتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے افراد کو جو لوگوں کے احسانات پہ اُن کا شکر نہیں کرتا۔ نعماء الٰہی سے بھی منکر قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں: مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاس لَا یَشْکُرُ اللّٰہ۔

اگر شومئی قسمت سے نیکی کے عوض میں کبھی تکلیف پہنچے تو پھر فرمودہ نبوی یہ ہے کہ صبر و شکر سے اسے برداشت کرو اور بلند کرداری کا ثبوت دو۔ چنانچہ حضرت حذیفہؓ روایت فرماتے ہیں: یہ مت کہو کہ اگر لوگ ہمارے ساتھ احسان کریں گے تو ہم بھی کریں گے۔ اور ان کی طرف سے ظلم کی صورت میں ہم ظلم کریں گے۔ بلکہ اگر لوگ اچھا برتاؤ کریں تو نیک برتاؤ کرو۔ اگر برائی کریں تو پھر بھی ظلم مت کرو۔

(ماجاء فی الاحسان و العفو، جامع ترمذی)

جماعت میں ہمدردی، اخوت اور محبت کے جذبات کو فروغ دینے کا ایک احسن ذریعہ اکرام ضیف ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت موثر الفاظ میں اس کی ادائیگی کی تاکید فرمائی ہے۔ متعدد کتب احادیث میں آپ کا ارشاد یوں وارد ہے:”مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْعْفَہٗ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا۔ اس کے لئے مہمان کی خدمت اور عزت افزائی لازم ہے۔ اصلاح و ارشاد اور تعلقات کی استواری میں اس وصف کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ خدا کی قائم کردہ جماعت کے افراد معاشرہ کے لئے ہر رنگ میں نمونہ ہوتے ہیں۔ اللہ کے پاکیزہ بندے جیسے صوم و صلوٰۃ و دیگر عبادات میں بے مثل ہوتے ہیں، اس طرح سماجی و معاشرتی امور میں بھی ان کی زندگیاں قابل رشک اور باعث تقلید ہوتی ہیں۔ اسوہ نبیؐ عمل صحابہؓ اور طریق مسیح موعود یہی تھا کہ وہ خود تکلیف اٹھا کر مہمانوں کے آرام کا خیال فرماتے تھے۔

دعا ہے کہ خداوند کریم ہمیں ان تمام اخلاق حمیدہ کا وارث بنائے جو جماعتی استحکام و اتحاد کے لئے ضروری ہیں اور وہ اپنے فضل و کرم سے ہم میں وہ خوبیاں پیدا کرے جو باہمی محبت کو زندہ رکھنے کے لئے درکار ہیں...... آمین

(روزنامہ الفضل مورخہ 16، 17 دسمبر 1966ء)

☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو“۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 219۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ماہ رمضان المبارک کی اہمیت وفضیلت

(رانا غلام مصطفیٰ منصور مربی سلسلہ)

ماہ رمضان المبارک کی شان بیان کرتے ہوئے میرے آقا ومولیٰ سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جامع خطاب فرمایا جو مشکوٰۃ میں ان الفاظ میں درج ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقُ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مُذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شُرْبَةٍ مِّنْ مَاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شُرْبَةً لَّا يَظْمَاُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَاَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ.

(مِشْكوٰة كِتَابُ الصَّوم الفصل الثالث حديث نمبر 9 / 1867)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان کے آخری دن مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ ’’اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت (اور شان) والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو (ثواب وفضیلت کے لحاظ سے) ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے رکھنے فرض کئے ہیں۔ اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا۔ اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا اُسے عام دنوں کے ستّر فرض کے برابر ثواب ملے گا۔ اور یہ مہینہ صبر کا (مہینہ) ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ ہمدردی وغمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اُسے آگ سے آزاد کیا جاتا ہے اور اُسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتا ہے۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی ہو۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں) ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ ہم میں سے ہر ایک کی اتنی توفیق نہیں کہ روزہ دار کی افطاری کا انتظام کر سکے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ افطاری کا یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا کرتا ہے جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ میں پانی ملا کر دودھ کی کچی لسّی یا کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے ہی روزہ کھلوا دیتا ہے۔ اور جو روزہ دار کو سیر کر کے پیٹ بھر کے کھانا کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتدا نزولِ رحمت ہے۔ اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے۔ اور جس کا آخر کامل اجر پانے یعنی آگ سے آزادی کا زمانہ ہے۔ اور جو شخص اس مہینے میں اپنے مزدور یا خادم سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور کم خدمت لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی بخش دے گا اور اُسے آگ سے آزاد کر دے گا۔‘‘

❁ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر رمضان کو رحمت کا مہینہ، مغفرت کا مہینہ اور **عتق من النار** کا مہینہ قرار دیا ہے۔ یعنی یہ وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ اگر اس کا بندہ ان سامانوں سے فائدہ اُٹھائے اور ان ذرائع اور وسیلوں کو استعمال کرے جو اس کے ربّ نے اس کے لئے مہیا کئے ہیں تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کو وہ کچھ اس طرح جذب کرتا ہے کہ اس کی رحمت کا وارث بن جاتا ہے۔ اس کے حصہ میں اپنے ربّ کی مغفرت آتی ہے اور اس کی گردن شیطان کی غلامی سے آزاد کر دی جاتی ہے اور اسے نارِ جہنم سے بچا لیا جاتا ہے۔‘‘ (خطباتِ ناصر جلد 10 صفحہ 9-10)

❁ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’اصل میں تو یہ رحمت، بخشش اور آگ سے نجات ایک ہی انجام کی کڑیاں ہیں اور وہ ہے شیطان سے دُوری اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی ایک انسان کو روزے رکھنے کی توفیق ملتی ہے۔ عبادت کی بھی توفیق ملتی ہے۔ اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے جائز کام چھوڑنے کی بھی توفیق ملتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تمام پچھلی کوتاہیاں، غلطیاں اور گناہ معاف فرماتے ہوئے ایسے انسان کو پھر اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لیتا ہے۔ یہ مغفرت بھی خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہی ہے۔ مغفرت کے بعد خدا تعالیٰ کی رحمت ختم نہیں ہوتی بلکہ مغفرت اور توبہ کا تسلسل جو ہے یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے جاری ہوتا ہے اور جب یہ تسلسل جاری رہتا ہے تو ایک انسان جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کا ہونے کی کوشش کرتا ہے پھر اس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو جذب کرنے والے ہوں۔ ایسے اعمال صالحہ بھی بجا لاتا ہے جن کے بجا لانے کا خدا تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور نتیجتاً پھر آگ سے نجات پاتا ہے۔ جب تسلسل کے ساتھ استغفار اور گناہوں سے بچنے کی کوشش ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اُس استغفار کی وجہ سے مومن نظارہ کر رہا ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں سے فیض پا رہا ہو، تو پھر وہ نجات پا گیا۔ پھر اس کو آگ کس طرح چھو سکتی ہے۔ پس یہ رمضان کے تین عشرے جو بیان ہوئے ہیں یہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے اور اعمال سے مشروط ہیں۔ صرف رمضان کا مہینہ یا سحری اور افطاری کے درمیان کھانا نہ کھانا انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت اور آگ سے نجات کا حقدار نہیں بنا دیتا۔‘‘ (خطباتِ مسرور جلد ششم صفحہ 382)

❁ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ (بخاری کتاب الصوم باب هل يقال رمضان او شهر رمضان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ۔

(بخاری کتاب الصوم باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آ جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

❁ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ۔

(ترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی فضل شهر رمضان) (ابن ماجه کتاب الصيام باب ما جاء فی فضل شهر رمضان)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کے مہینہ کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جکڑ دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں پھر اس کا کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے: اے خیر کے طالب! آگے بڑھ۔ اور اے بدی کے طالب! لوٹ جا۔ اور اللہ کی خاطر بہت سے لوگ آگ سے آزاد کیے جاتے ہیں۔ اور ایسا ہر رات ہوتا ہے۔

❁ سیدنا حضرت خلیفۃ الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’جو شخص ...... رمضان کے مہینے میں سختی سے اس پر کاربند ہوتا ہے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان میں اس پر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (بخاری کتاب الصوم باب هل يقال رمضان او شهر رمضان) اور دوسری جگہ فرمایا کہ اس پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس کا مفہوم یہی ہے کہ آسمان کے دروازے کھلتے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ آسمان کے دروازے کھلتے اور اعمالِ صالحہ بجا لانے کی توفیق ملتی ہے اور انسان حسنِ قبول کی جزا حاصل کرتا ہے۔ انسانی اعمال کو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور اس سے بہتر بدلہ دیتا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور انسان کو اپنے رب کی طرف سے اعمالِ صالحہ بجا لانے کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور پھر وہ اعمالِ صالحہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حسنِ قبول کا مقام پاتے ہیں تو اُس وقت فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ ہو ہی جاتے ہیں۔ جنت ہی کا دروازہ ہے جو اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے اندر وہ لوگ داخل ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اعمالِ صالحہ کی توفیق پائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان اعمالِ صالحہ کو قبول کیا۔‘‘ (خطباتِ ناصر جلد دوم صفحہ 955)

نیز فرمایا: ’’غرض رمضان کے مہینہ میں ایک ایسا دائرہ شروع ہو جاتا ہے جو غیر متناہی روحانی اور جسمانی، دینی اور دنیوی ترقیات کے دروازے کھولتا چلا جاتا ہے اور انسان کسی مقام پر ٹھہرتا نہیں اور انسان کا دشمن شیطان جو کبھی نفس امّارہ کی سرنگ سے اور کبھی بیرونی حملوں کے ذریعہ انسان کو خدا سے دُور کرنا چاہتا ہے وہ اپنے تمام حملوں میں ناکام ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہی شیطانی حملوں سے بچائے رکھے اور محفوظ رکھے۔‘‘

(خطباتِ ناصر جلد اوّل صفحہ 973-974)

❁ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’سوال یہ ہے کہ خواہ وہ آسمان کے دروازے ہوں یا جنت کے دروازے ہوں ان دروازوں سے کیا مراد ہے۔ اور جو دروازے بند کئے جاتے ہیں وہ جہنم کے کونسے دروازے ہیں اور کس قسم کی زنجیریں ہیں جن میں شیطان کو جکڑا جاتا ہے۔ اور کیا اس سے ایک عمومی کیفیت مراد ہے یا کوئی خاص معانی ہیں جو بعض حالات میں محدود ہیں اور ان کو ساری دنیا پر عمومی حالت میں چسپاں نہیں کیا جا سکتا؟

جہاں تک رمضان کے مہینہ کا تعلق ہے یہ تو بظاہر مومنوں پر بھی آتا ہے اور کافروں پر بھی آتا ہے۔ خدا کے منکرین پر بھی آتا ہے اور خدا کے ماننے والوں پر بھی آتا ہے۔ نیک اور پاک عمل کرنے والوں پر بھی آتا ہے اور فسق وفجور میں مبتلا رہنے والوں پر بھی آتا ہے۔ اس لئے ایک بات تو قطعی ہے کہ اس کے عمومی معنے درست نہیں کیونکہ جہاں تک رمضان کے مہینہ کا تعلق ہے اس مہینہ میں دنیا کی بھاری اکثریت پہلے کی طرح فسق وفجور میں مبتلا رہتی ہے اور رمضان کی قطعاً پرواہ نہیں کرتی۔ پس یہ کہنا کہ اس مہینہ میں شیطان جکڑا جاتا ہے یا رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور غضب کے دروازے بند ہوتے ہیں یہ دراصل حدیث کے مفہوم کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ (سنن نسائی باب فضل شهر رمضان) کہ جب شہر رمضان داخل ہو جاتا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ بالعموم ساری دنیا پر برکتیں نازل ہوتی ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ وہاں وہاں برکتیں لے کر آتا ہے جہاں جہاں وہ داخل ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی فصیح وبلیغ انسان تھے۔ آپؐ کی زبان مبارک میں ایسی فصاحت وبلاغت تھی کہ کتاب اللہ کے بعد کبھی کسی انسان نے کسی دوسرے انسان سے ایسی فصاحت وبلاغت نہیں دیکھی۔ چنانچہ اس حدیث کے آغاز ہی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سمجھنے کی چابی رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ کہ جب جب اور جہاں جہاں ماہ رمضان داخل ہوگا وہاں وہاں یہ کیفیات پیدا کرے گا۔ اور مراد یہ ہے کہ رمضان جب اپنے پوری شرائط کے ساتھ کہیں داخل ہوگا تو انسان کے لئے برکتوں کا موجب بنے گا۔ ورنہ عملاً رمضان کوئی ایسی چیز تو نہیں ہے جو شہروں میں داخل ہو جائے یا ملکوں میں داخل ہو جائے یہ تو انسان کے وجود میں داخل ہوتا

ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس انسان کے وجود میں رمضان کا مہینہ داخل ہو جائے گا اس کے جہان میں نیک تبدیلیاں پیدا ہو جائیں گی۔ اس کے زمین و آسمان میں تبدیلیاں پیدا ہو جائیں گی یعنی جہاں تک انسان کا تعلق ہے وہ انسان جو اپنے آپ کو رمضان کے تابع کر دے تو گویا رمضان المبارک اپنی ساری برکتوں کے ساتھ اس انسان میں داخل ہو گیا۔ اس طرح ایسے انسان کے جہان میں جو بھی جنت کے دروازے ہیں وہ سارے کھل جائیں گے اور جہنم کے جتنے دروازے ہیں وہ بند کر دیئے جائیں گے۔ یعنی اللہ کی رحمت کے دروازے اس پر کھولے جائیں گے اور اس کا شیطان زنجیروں میں جکڑا جائے گا۔ یہ ہے اس حدیث کا اصل مفہوم۔

چنانچہ اس پہلو سے جب ہم مزید غور کرتے ہیں تو یہ جاننا مشکل نہیں رہتا کہ وہ دروازے کون سے ہیں۔ جہاں تک انسان کی ذات کا تعلق ہے انسان کے پانچ حواس تو وہ ہیں جن کو حواس خمسہ کہتے ہیں یعنی سونگھنے کی طاقت، سننے کی طاقت، دیکھنے کی طاقت، چکھنے کی طاقت، اور لمس یعنی چھونے کی طاقت اور اس کے علاوہ دو قسم کے اور رستے ہیں جو انسان کو داخل ہونے کے لئے یا نکلنے کے لئے یعنی دخول اور خروج کے لئے دیئے گئے ہیں۔ انسان کو بعض قسم کے ایسے رستے عطا ہوئے ہیں جن کے اندر دونوں طاقتیں ہیں۔ ان کے اندر چیز داخل بھی ہو سکتی ہے اور خارج بھی ہو سکتی ہے۔ انسانی زندگی میں ان کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ پس ان دروازوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو انسانی جہان کے سات دروازے بنتے ہیں (اور سات آسمانوں کے گویا سات دروازے ہیں)۔ یہ رمضان المبارک کی برکت ہے اور عبادت کا ایسا ایک ہی طریق ہے جو ان ساتوں دروازوں پر پہرے بٹھا دیتا ہے اس کے علاوہ ایک بھی ایسی عبادت آپ سوچ نہیں سکتے جو انسان کے ان قویٰ پر اور ان رستوں پر کامل طور پر حاوی ہو جائے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ جب کسی مومن کی زندگی میں رمضان داخل ہو جاتا ہے تو وہ سات قوتوں کے رستے جو اس کو جنت کی طرف بھی لے جا سکتے ہیں اور جہنم کی طرف بھی لے جا سکتے ہیں وہ ساتوں رستے جنت کی طرف لے جانے کے لئے وقف ہو جاتے ہیں۔ وہ ساتوں رستے آسمانوں کے دروازے بن جاتے ہیں گویا تنزل کی بجائے رفعتوں کی طرف لے جانے کے لئے ممد اور مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ شیطان ان سات رستوں سے ہی انسان پر حملے کرتا ہے۔ فرمایا ایسے مومن کا شیطان جکڑا جاتا ہے اور کوئی راہ نہیں پاتا کیونکہ ان ساتوں رستوں پر اللہ کی رضا کے پہرے بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان ساتوں رستوں پر خدا کے فرشتوں کا پہرا ہوتا ہے۔ شیطان بالکل بے بس اور عاجز آ جاتا ہے۔ گویا روزہ ایک ایسی کامل عبادت ہے کہ جس کے نتیجہ میں شیطان کے لئے انسانی نفس میں داخل ہونے کے لئے کوئی بھی راہ باقی نہیں رہتی۔

پس اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنی ان سات قوتوں کو یا ذرائع کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر دیتا ہے تو گویا آسمان سے اس کے لئے سات دروازے کھولے جاتے ہیں۔ سات کا عدد ایک Symbolic یعنی علامت ہے اور اظہار کا ایک طریق ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ انسان جو اپنی ساری قوتوں کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی ساری طاقتیں اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیتی ہیں۔ ایسے شخص پر جب خدا کے فضل سے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں تو وہ یہ سات نہیں رہتے بلکہ بیشمار دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے مومن کا کام یہ ہے کہ رمضان کی برکت کے نتیجہ میں اپنے وجود میں جب رمضان کو داخل کر لے تو اپنا سب کچھ خدا کے لئے کھول دے اور شیطان کے لئے بند کر دے۔ ایسی صورت میں ابواب رحمت یعنی اللہ کے فضلوں کے دروازے کھل جاتے ہیں جو سات کے مقابل پر (عدداً بطور کامل عدد کے بیشک کہہ دیں لیکن) عملاً بے انتہا ہیں، ان کی گنتی نہیں ہو سکتی، ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ گویا جب مومن اپنا جہان خدا کے حضور پیش کر دیتا ہے تو اللہ کا جہان ہر طرف اس پر رحمتیں برسانے لگتا ہے۔ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا مطلب جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی برکات سے ہمیں آگاہ کرنے کے لئے ارشاد فرمائی ہے۔

(خطباتِ طاہر جلد 2 صفحہ 334-331)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر باب فضل لیلۃ القدر)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو بہ جذبۂ ایمان رضاءِ الٰہی کی غرض سے ماہ رمضان میں روزے رکھے تو اس کے جو گناہ پہلے ہو چکے ہوں ان کی مغفرت کی جائے گی اور جو لیلۃ القدر میں جوشِ ایمان میں رضاءِ الٰہی کی غرض سے رات کو اُٹھے تو اس کے جو گناہ پہلے ہو چکے ہوں ان کی مغفرت کی جائے گی۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''گزشتہ گناہ بخشے جانے کا مطلب ہی یہی ہے کہ اس کو آئندہ سے گناہ سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور نیکیاں کرنے کی طرف توجہ زیادہ پیدا ہو جائے گی اور اس کا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بن جائے گا۔ پس ایک مومن جب اپنی غلطیوں پر نظر رکھتے ہوئے، اپنا محاسبہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہو گا، اس کے آگے جھک رہا ہو گا، دعائیں کر رہا ہو گا تو یہ دن یقیناً اس میں انقلابی تبدیلی پیدا کرنے والا دن ہو گا۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ ان دنوں کو اپنی زندگیوں کو سنوارنے کا ذریعہ بنا لیں اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جائیں۔''

(خطباتِ مسرور جلد سوم صفحہ 647)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ وَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ عَلَیْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ یُّغْفَرَ لَهُ وَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَکَ عِنْدَ اَبَوَاهُ الْکِبَرَ فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ۔

(جامع ترمذی ابواب الدعوات حدیث نمبر 3322)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کی زندگی میں رمضان آیا اور اس کی مغفرت ہونے سے پہلے گزر گیا۔ اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا اور (ان کی خدمت کی وجہ سے) جنت نہ پائی۔

رمضان کی حقیقت

رمضان کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ کیونکہ رمضان کا لفظ رَمَض سے مشتق ہے جس کے معنے شدت تپش ہیں۔

(لسان العرب۔ رمض)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''رَمَض سورج کی تپش کو کہتے۔ رَمَضَان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رَمَضَان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا، اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رَمَض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارتِ دینی ہوتی ہے۔ رَمَض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر گرم ہو جاتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 136۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نیز فرمایا:۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ (البقرہ:186) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے۔ اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلّی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 562-561۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: ''اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس اُمت میں کوئی قید نہ رکھتا، مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ۔ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا۔ اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہِ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے۔ مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو، تو خدا تعالیٰ اُسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 563)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رَمَضَان کے دن بڑے بابرکت دن ہیں... رَمَضَان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت، تَدَارُسِ قُرآن، قیامِ رَمَضَان کا ضرور خیال رکھنا چاہیے... بدنظری، شَهْوَتْ پَرَسْتِی، کِیْنَہ، بُغْض، غِیْبَت اور دوسری بد باتوں سے خاص طور پر اس مہینہ میں بچے رہو۔''

(خطبات نور صفحہ 263-262)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رمضان کا مہینہ درحقیقت مومن کے لئے ٹریننگ کا زمانہ ہے اور یہ اس لئے آتا ہے تا اس میں مشق کرنے کے بعد اس سے فائدہ اُٹھایا جائے۔''

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 217)

نیز فرمایا: ''رَمَضَان حقیقی فرمانبرداری کی طرف توجہ دلاتا ہے... رَمَضَان میں انسان سحری کے وقت اٹھ سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اور دنوں میں نہ اٹھ سکے... اگر تم ایک مہینہ کھانا کھانے کے لئے سحری کے وقت اٹھ سکتے ہو تو باقی گیارہ مہینے عبادت کے لئے کیوں نہیں اٹھ سکتے۔''

(خطبات محمود جلد 10 صفحہ 122، 123)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو بھٹی کی طرح قرار دیا جس میں زنگ آلود لوہا جب لوٹایا جاتا ہے تو اس کا زنگ، اس کی آلودگیاں جل کر خاک ہو جاتی ہیں اور وہ صاف شفاف ہو کر دوبارہ باہر نکلتا ہے، اسی طرح وقت کے لحاظ سے رمضان کا ظرف بھی بھٹی کا حکم رکھتا ہے اور رمضان کے لفظ میں بھی گرمی اور شعلوں کی تیزی اور بھسم کر دینے والے معنی پائے جاتے ہیں۔ پس ان معنوں میں رمضان کا مہینہ ہمارے گناہوں، ہماری آلودگیوں، ہماری گزشتہ غفلتوں کو جلانے کا کام دے گا اگر ہم اپنے آپ کو اس مہینے کے حضور پیش کر دیں۔ اور مہینے کے حضور پیش کرنے میں ایک یہ بھی مضمون شامل ہے کہ اپنے مختلف پہلوؤں کو بدل بدل کر اس مہینے کے سامنے رکھیں۔ جس طرح ایک انسان جب آگ پر کوئی چیز بھونتا ہے تو اس کے پہلو بدلتا رہتا ہے ورنہ ایک پہلو جو آگ کے دوسری طرف ہو وہ ٹھنڈا رہ جاتا ہے۔

پس رمضان مبارک میں بھی انسان کو اپنی بدیاں تلاش کر کے مختلف پہلوؤں سے رمضان کے حضور پیش کرنی چاہئیں اور اس پہلو سے اگر آپ غور کریں تو آپ کو یوں لگے گا کہ جیسے انسان اس مہینے میں ہمیشہ کروٹیں بدلتا ہوا، مختلف پہلوؤں سے خدا سے التجائیں کرتا ہوا، مختلف زاویہ ہائے نظر سے اپنی کمزوریوں کا مطالعہ کرتا ہوا مسلسل ایک نئی کیفیت کے ساتھ گزرتا چلا جائے گا۔ یعنی رمضان مبارک میں یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی کیفیت سے داخل ہوں اور اسی کیفیت سے باہر آئیں بلکہ ہر روز ایک نیا مضمون آپ پر ظاہر ہوتا چلا جائے گا۔ ہر روز رمضان مبارک کی نئی برکتیں آپ کی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوتی رہیں گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگر اس طرح آپ جستجو اور محنت سے اس مہینے سے گزریں گے تو ایک نیا وجود پا کر نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔''

(خطباتِ طاہر جلد 10 صفحہ 227۔228)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مَیں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ رَمَضَان سے پورے طور پر فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بَرَکَات نازل ہونے کے خاص دن ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے جیسے ایک سخی اپنے خزانہ کے دروازے کھول کر اعلان کر دے کہ جو آئے لے جائے۔ ان دنوں خدا تعالیٰ بھی اپنی برکتوں اور رحمتوں کے دروازے اپنے بندوں کے لئے کھول دیتا ہے اور کہتا ہے آؤ آ کر لے جاؤ۔''

(خطبات محمود جلد 10 صفحہ 123)

فرمایا: ''اس مہینہ سے وہی فائدہ اٹھائے گا جس نے اس کا ارادہ کیا اور جس نے خدا کے فضلوں کے پانے کی کوشش کی.... مہینے بے شک بابرکت ہوتے ہیں۔ دن بے شک بابرکت ہوتے ہیں۔ انسان بے شک بابرکت ہوتے ہیں۔ خدا کے کلام بے شک بابرکت ہوتے ہیں عُلُوْم اور مَعَارِف بے شک بابرکت ہوتے ہیں لیکن یہ برکت وہی حاصل کرتا ہے جو اپنے آپ کو اس کے پانے کے قابل بناتا ہے۔ (خطبات محمود جلد 11 صفحہ 51)

حضرت خلیفۃ الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میں آج اپنے دوستوں سے کہوں گا کہ اے میرے پیارے بھائیو! یہ مہینہ رحمتوں کے لٹانے کا ہے۔ خدا آسمان سے زمین پر اس لئے آیا ہے کہ اس کے بندے اس کے سامنے جھولیاں پھیلائیں اور اس کی رحمت کو، اس کی مغفرت کو، اس کے فضلوں کو، اس کی برکتوں کو اور اس کی رضا کو پائیں۔ اس کی خوشنودی حاصل کریں۔ اس کے نور

سے اپنے سینہ و دل کو منور کریں۔

پس اس مہینہ سے جتنا زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھا سکتے ہو اُٹھاؤ۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی جتنی رضا تم پا سکتے ہو اس کے پانے کی کوشش کرو۔ اپنے دنوں کو بھی اپنی راتوں کو بھی ایسے دن اور ایسی راتیں بناؤ کہ جو دن اور جو راتیں تمہارے خدا کو محبوب بن جائیں پھر عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے رہو کہ اے خدا ان کاموں کی ہمیں توفیق دے جن کے نتیجہ میں تُو خوش ہو جائے۔ اور ان کاموں سے ہمیں بچا جن کاموں کے نتیجہ میں تُو ہم سے ناراض ہوتا ہے۔ شیطان تیرے در کا کتّا ہے تو خود اس کو زنجیر ڈال کہ وہ ہم پر حملہ آور نہ ہو اور ہمیں نقصان نہ پہنچائے کہ اپنی طاقت اور اپنے زور کے ساتھ ہم اس کے حملوں سے اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔“

(خطباتِ ناصر جلد اوّل صفحہ 541-542)

پھر آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ماہِ رَمَضَان اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آرہا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس مہینے میں تمام قسم کی عبادتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کو قائم کرنے یا ادا کرنے پر بہت کچھ کہا گیا ہے۔

رَمَضَان کا مہینہ پانچ بنیادی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ پہلے تو روزہ ہے۔ دوسرے نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر قِیَامُ اللَّیل یعنی رات کے نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ تیسرے قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت ہے۔ چوتھے سَخَاوت۔ اور پانچویں آفاتِ نَفْس سے بچنا ہے۔ ان پانچ بنیادی عبادات کا مجموعہ، عباداتِ ماہِ رَمَضَان کہلاتی ہیں۔“

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 954)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جب میں کہتا ہوں کہ رَمَضَان اِسْتِغْفَار کا موسم ہے تو یہ ہرگز مراد نہیں کہ باقی اوقات اِسْتِغْفَار کے اوقات یا اِسْتِغْفَار کے موسم نہیں ہیں۔ دیکھیں چیزیں ہر موسم میں اُگتی رہتی ہیں اور ہر موسم میں مرتی بھی رہتی ہیں لیکن پھر بھی بہار کا بھی ایک موسم ہے اور خزاں کا بھی ایک موسم ہے۔ اس لئے گناہوں سے بخشش حاصل کرنے کے لئے اگر کسی مہینے کو موسم قرار دیا جا سکتا ہے تو وہ رَمَضَان ہی کا مہینہ ہے۔“ (خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 290)

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

”رمضان برکتوں والا مہینہ ہے ان لوگوں کے لئے جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں۔ یہ برکتوں والا مہینہ ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ہر اس نیکی کو بجالانے کی کوشش کرتے ہیں اور بجالا رہے ہوتے ہیں جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور ہر اس برائی کو چھوڑ رہے ہوتے ہیں جس کو چھوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ بلکہ بعض جائز چیزوں کو بھی ایک خاص وقت کے لئے اس لئے چھوڑ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔“

(خطباتِ مسرور جلد دوم صفحہ 739-740)

نیز فرمایا: ”پس اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ جو رمضان کا مہینہ ہے، جو روزہ رکھنے کے دن ہیں ہمیں اس طرف توجہ دلائی کہ ان دنوں میں میری خاطر، میری رضا کے حصول کی خاطر، صرف ناجائز چیزوں سے ہی نہیں بچنا بلکہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ کو تو ایک خاص کوشش سے معمولی سے بھی ناجائز کام سے بچا کر رکھنا ہے۔ اس کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک مجاہدہ تو کرنا ہی ہے لیکن جائز چیزوں سے بھی بچنا ہے۔ ایک ایسا جہاد کرنا ہے جس سے تمہارے اندر صبر اور برداشت پیدا ہو اور ڈسپلن پیدا ہو۔ پھر یہ مجاہدہ ایسا ہو گا جو تمہاری روحانی حالتوں کو بہتر کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ اللہ کا قرب دلانے کا ذریعہ بنے گا، دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بنے گا۔“

(خطباتِ مسرور جلد ششم صفحہ 361)

☆......☆......☆

بقیہ: رپورٹ دورہ جرمنی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

از صفحہ 20

اور خواتین کے دونوں ہال بھرے ہوئے تھے اور ایک بڑی تعداد میں احباب نے باہر کھلے حصہ میں بھی نماز ادا کی۔ ان احباب میں سے ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی تھی جو دوران سال پاکستان سے یہاں پہنچے تھے اور اُن کی زندگی میں حضور انور کی اقتداء میں یہ پہلی نماز تھی۔ یہ سبھی اپنی اس سعادت اور خوش نصیبی پر بے حد خوش تھے اور سجدات شکر بجالاتے تھے اور آج ان مبارک اور بابرکت لمحات سے فیضیاب ہو رہے تھے جو انہیں ایک نئی زندگی عطا کر رہے تھے۔ ان کی برسوں کی تشنگی اپنے پیارے آقا کے دیدار سے سیراب ہو رہی تھی اور یہ لمحات ان کی زندگیوں میں پہلی بار آئے تھے کہ انہوں نے انتہائی قریب سے اپنے آقا کا چہرہ مبارک دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں اور یہ برکتیں ہم سب کے لئے مبارک فرمائے۔ آمین

....

3 جون 2014ء بروز منگل

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر بیس منٹ پر بیت السبوح کے مسجد ہال میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق گیارہ بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئی۔ آج صبح کے اس سیشن میں 25 فیملیز کے 90 افراد اور پچاس احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ اس طرح مجموعی طور پر 140 افراد نے شرف ملاقات پایا۔ ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے از راہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کے 51 مختلف شہروں اور جماعتوں سے آئے تھے۔ اور بعض علاقوں سے لمبے سفر طے کر کے پہنچے تھے چند علاقوں کے نام درج ذیل ہیں:

Lahir, Bad Soden, Babenhausen, Köln, Calw, Fulda, Neuhof, Groß Gerau, Frankthal, Bruchsal, Bocholt, Wießbaden, Offenbach, Waben, Mannheim, Eich Worms, Dresden, Ginsheim, Münster, Friedberg, Maintal, Hannover, Mörfelden, Iserlohn, Darmstadt, Auf Esch, Würzburg, Rüsselsheim, Bremen, Stuttgart.

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر ایک بجکر 40 منٹ تک جاری رہا۔

تقریب آمین

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت درج ذیل 25 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور دعا کروائی۔ جو خوش نصیب بچے اس تقریب میں شامل ہوئے ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

عزیزم جازب محمود، کریم عبداللہ خان، ارحم ملک، رانا شازل احمد، حمزہ احمد شکور، خاقان احمد چوہدری، انصر احمد سولنگی، فارس احمد، موسیٰ طارق کاہلوں، معاذ احمد چوہدری۔

عزیزہ پلواشہ احمد، کاشفہ احمد، صبیحہ محمود، بارعہ امجد، عائزہ احمد، عزیزہ لاریب انوار، شمائلہ احمد بٹ، مسکان حمید، لائبہ صدیقی، سائرہ ضیاء، عزیزہ ثانیہ علیشہ احمد، جانیقہ احمد، سیدہ تنزیلہ شاہ، مشعل مرزا، عزیزہ عروبہ آفرین رائے۔

آمین کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو بجے نماز ظہر عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

نماز جنازہ

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک جرمن احمدی دوست Musa Peter Flechtner صاحب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ موصوف نے 26 سال قبل تھائی لینڈ میں ایک خاتون سے شادی کی جس کا باپ احمدی تھا۔ چنانچہ یہ اپنے سسر کی تبلیغ کے نتیجہ میں احمدی ہوئے اور پھر جرمنی آنے کے بعد بھی جماعت سے رابطہ رکھا اور مختلف مقامات پر جماعت کی خدمت کرتے رہے اور احمدیت پر ثابت قدم رہے۔ یکم جون 2014ء کو ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ مکرم عابد وحید خان صاحب انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس لندن نے دفتری ملاقات کی اور بعض امور کے بارہ میں رہنمائی حاصل کی۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 38 فیملیز کے 150 افراد نے اور 55 احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا۔

حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے۔ ہر ایک نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

آج صبح اور شام کے سیشن میں جن فیملیز اور احباب نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ یہ قریباً سبھی اپنی زندگیوں میں پہلی بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات پا رہے تھے۔ اور ان میں سے ایک بڑی تعداد اُن مظلومین کی تھی جو پاکستان میں اپنے ہی ہم وطنوں کے ظلم و ستم اور اُن کی طرف سے دی جانے والی اذیّتوں سے ستائے ہوئے اپنے گھربار چھوڑ کر، اپنے عزیز و اقارب سے دور یہاں اس دیار غیر میں آبسے تھے۔ آج کا دن ان کی زندگیوں میں بے انتہا برکتیں سمیٹے ہوئے آیا تھا۔ ان کے جذبات ناقابل بیان تھے۔ ملاقاتوں میں پیارے آقا کا شرف دیدار پایا، اپنے آقا کا قرب پایا اور ان چند لمحات میں بے انتہا برکتیں سمیٹیں اور سب تکالیف اور پریشانیاں کافور ہوئیں اور تسکین قلب پا کر نمناک آنکھوں اور مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ باہر نکلے۔ ان کی تمام پریشانیاں راحت و سکون اور اطمینان قلب میں بدل گئیں۔ دیدار کی پیاس بجھی اور یہ مبارک لمحات انہیں ہمیشہ کے لئے سیراب کر گئے۔ اللہ یہ سعادتیں ان سب کے لئے بابرکت فرمائے اور ان کی نسلیں بھی اس سے فیضیاب ہوں۔ آمین۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

تقریب آمین

پروگرام کے مطابق نو بجکر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لائے جہاں تقریب آمین منعقد ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت درج ذیل 26 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

عزیزہ سجل رشید، انیشہ اعوان، حائفہ یوسف، عیشا طارق، رومانہ ندیم، صالحہ ملک، ثمرین ملک، مدیحہ ملک، عظمیٰ ملک، خنسۂ محمود، ایشا ماہ نور خان، نورین اقبال، حدیقہ احمد، عطیۃ البصیر، شافیہ ظہیر۔

عزیزم فیصل حسّان احمد، شاہ زیب تنویر، منیب ملک سجیل ظفر، واصف کامران، سرمد احمد کھوکھر، عدنان احمد، انتصار احمد، سفیر ظہیر، ملک سفیر احمد، رائے رافع احمد۔

تقریب آمین کے بعد نو بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”یاد رکھو کہ گناہ ایک زہر ہے اور ہلاکت ہے مگر توبہ اور استغفار ایک تریاق ہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 43۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

بقیہ: جماعت احمدیہ پر بعض اعتراضات کے جوابات

ازصفحہ 4

اور کبھی اس کو لمبی مہلت نہیں ملتی۔

پس ہمارے مخالف کسی جھوٹے مدعی کو 23 سال دعویٰ کے بعد زندہ رہتا ہوا دکھائیں۔ وہ نہیں دکھا سکتے۔ ان کو مدعی کی اپنی تحریر دکھانی ہوگی۔ یہ نہیں کہ مخالف کی بات دکھائیں کیونکہ مخالف کیا کچھ نہیں کیا کرتے۔ مثلاً حضرت صاحب ہی کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا نعوذ باللہ۔ پس ضروری ہے کہ مدعی کا اپنا بیان دکھائیں۔

مُدّعی کا استقبال

تیسری بات مدعی کے استقبال کے متعلق ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ وَرُسُلِیْ۔ (المجادلۃ:22) یہ بات اللہ تعالیٰ نے لکھ لی ہے، فرض کر دی ہے کہ خدا اور اس کے رسول ہی غالب ہوں گے اور خدا اور خدا کے رسول ہی فاتح ہوں گے۔ یہ اب تک ہوا اور آئندہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا استقبال

ہم حضرت مرزا صاحب کے آئندہ زمانہ کے متعلق آپ کے حال سے قیاس کرتے ہیں۔ آپ کمزور تھے اور آپ اکیلے تھے مگر تمام دنیا آپ کی دشمن تھی۔ عیسائیوں کو آپ سے بغض، ہندوؤں کو آپ سے عناد اور سکھوں کو اگرچہ نہیں ہونا چاہئے تھا مگر ان کو بھی آپ سے غصہ تھا اس لئے کہ آپ نے ست بچن میں بابا نانک صاحب کی تعریف اور خوبی بیان کرتے ہوئے ان کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا تھا اور مسلمان جن کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰؑ کے لئے عیسائیوں سے زیادہ جوش اور محبت ہے وہ بھی آپ کی جان کے دشمن ہو گئے تھے۔

پھر گورنمنٹ بوجہ مہدویت اور مسیحیت کے دعویٰ کے آپ سے بدظن تھی۔ خفیہ پولیس کے آدمی باقاعدہ یہاں سے ڈائری بھیجتے رہے اور غالباً اب بھی ہوں گے اور ایک پولیس مَین تو یہاں رہتا ہے۔ ہمارے مہمانوں کی فہرست اب تک گورنمنٹ کے ہاں جاتی ہے۔ لیکن ان تمام موانع اور دشمنوں کے باوجود آپؑ کے سلسلہ کو ترقی ہوئی۔ آپ ایک تھے مگر آپ کے ماننے والے لاکھوں ہوگئے۔ کیا حضرت مرزا صاحب کی فتح کا انکار کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ مخالفوں کی موجودگی میں آپ نے اعلان کیا کہ جو نیک اور متقی ہوں گے وہ سب میرے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کو اپنے ساتھ ملا لوں گا اور آپ نے ایسا کر کے دکھا دیا۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے بیٹے کنجر خانے میں جائیں، عیسائی ہو جائیں مگر احمدی نہ ہوں۔ لیکن پھر بھی لوگ احمدی ہو رہے ہیں اور بکثرت ہو رہے ہیں۔ کیا یہ آپؑ کی فتح نہیں۔

قادیان کی ترقی کے متعلق پیشگوئی فرمائی کہ بیاس تک ہوگی۔ چند سال میں ایک میل تک قادیان پھیل گیا ہے اور اس سے ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ عنقریب بیاس تک اس کی آبادی پہنچ جائے گی۔ فرمایا تھا کہ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (تذکرہ صفحہ 297 ایڈیشن چہارم)۔ لوگ قادیان میں دُور دُور سے آئیں گے اور راستے گھس جائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ خود ان مولویوں کا آنا بھی ایک نشان ہے۔ مولوی آئے اور راستہ کی خرابی کی شکایت کی مگر یہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت ہے کہ وہ لوگ یہاں آئے اور خدا کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

آئندہ کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

حضرت صاحب نے آئندہ کے لئے پیشگوئی فرمائی ہے کہ آئندہ آپ ہی کا سلسلہ رہ جائے گا اور باقی فرقے بالکل کم تعداد اور کم حیثیت رہ جائیں گے اور ہم اس کے آثار دیکھ رہے ہیں اور اس کا کچھ اَور حصہ ہم اپنی زندگی میں دیکھیں گے۔ ان کو اپنی کثرت پر گھمنڈ ہے لیکن یہ یاد رکھیں کہ ان کی کثرت کو قلّت سے بدل دیا جائے گا اور ان کی کثرت چھین کر خدا کے پیارے کو دی جائے گی اور وہ قلّت جو آج ہمارے لئے قابل ذلّت خیال کی جاتی ہے کل ان کو ذلیل کرے گی۔ ہم تھوڑے ہیں لیکن وہ یاد رکھیں زمانہ ختم نہیں ہوگا اور قیامت نہیں آئے گی جب تک حضرت مرزا صاحب کے ماننے والے ساری دنیا پر نہ پھیل جائیں۔ یورپ میں احمدیت ہوگی۔ امریکہ میں احمدیت ہوگی۔ چین و جاپان، عرب و ایران و شام غرض ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت ہوگی۔ ان سب ممالک کو خدا کا کلام سنایا جائے گا اور ایک دن وہ ہوگا کہ خدا کا سورج احمدیوں ہی احمدیوں پر چڑھے گا۔ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہوں گی۔ یہ تو عام پیشگوئی ہے لیکن ایک ملک کے متعلق ایک خاص پیشگوئی بھی ہے جو مَیں سناتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ زارِ روس کا عصا مجھے دیا گیا اور امیر بخارا کی کمان آپ کو ملی۔ (مفہوماً تذکرہ صفحہ 458 ایڈیشن چہارم)

پس ہم امید کرتے ہیں کہ روس کی حکومت عنقریب احمدی ہوگی۔ زار کی سلطنت مٹ چکی ہے۔ عصا زار روس سے چھینا جا چکا ہے اور آدھا حصہ پیشگوئی کا پورا ہو چکا ہے مگر اب دوسرا حصہ بھی انشاء اللہ پورا ہوگا اور دنیا اپنی آنکھوں سے خدا کے مقدّس کی صداقت کو دیکھ لے گی۔

کیا یہ شاندار استقبال نہیں کہ جماعت ایک سے کئی لاکھ ہوگئی اور ایک نکلتا ہے تو اس کی جگہ بیسیوں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا ان اُصول کے مطابق آپ کی صداقت میں شک کیا جا سکتا ہے۔ تینوں کے تینوں زمانے آپ کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں۔

غرض ثبوتوں اور اصولوں کو دیکھنا چاہئے۔ محض اعتراض پر پڑے رہنا کوئی بات نہیں۔ یہ ایک لغو بات ہے۔ قرآن جو اصول بتاتا ہے اس کی رُو سے آپ کی صداقت ظاہر و باہر ہے۔ اعتراض ہوتے ہیں ان کے لئے اصول بھی ہوتے ہیں۔ جب تک کسی اصول کے ماتحت گفتگو نہ ہو دنیا میں کوئی مسئلہ نہیں حل ہو سکتا۔

جماعت کو نصیحت

اب مَیں اپنی جماعت کو بھی ایک نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تمہارے دشمن تمہیں پامال کرنے پر تُلے ہوئے ہیں لیکن اگر تم ایمان سے معمور سینہ رکھتے ہو وہ تمہیں پامال نہیں کر سکتے۔ آپ اپنے اقوال، افعال، عقائد، اخلاق اور معاملات کو درست کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم بقدم چلو۔ کمزوریاں اور سستیاں چھوڑ دو۔ تمہیں بہت بڑا کام درپیش ہے، بڑی مہم ہے جو تمہیں سَر کرنی ہے۔ تم نے احمدیت کو پھیلانا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا جب تک تم بداخلاقی کو نہ چھوڑو، بدمعاملگی کو نہ چھوڑو اور نمازوں اور دیگر دین کے احکام میں پوری پابندی نہ اختیار کرو۔ کوشش کرو۔ کوشش کرو کہ فتح پاؤ۔ تمہیں سچی فتح ہوگی اور دشمن کی جھوٹی فتح بھی اس کے لئے سوگواری کا موجب ہوگی اور دشمن تم سے اس طرح جائے گا جیسے لَاحَوْل سے شیطان بھاگتا ہے۔ اگر تم اس تمام علاقے کو احمدی بنا چکے ہوتے تو آج دشمن کو اتنا بھی موقع نہ ملتا کیونکہ مولویوں کی قوم بزدل قوم ہے اور ان کو ظاہری سامانوں پر ہی بھروسہ ہے۔ وہ اس قوتوں اور طاقتوں کے خزانے سے غافل ہیں جو خدا تعالیٰ سے ملتا ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک اپنے فرض منصبی کو بجا لائے اور لوگوں کو احمدی بنانے کے درپے ہو جائے۔ پھر تم دیکھو گے کہ دشمن کے لئے ہماری کامیابی ماتم کا موجب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی دے۔ ہماری حالت کو درست بنائے، ہماری کمزوریوں کو معاف کرے۔ ہمیں کامیابی دے اور کامیابی کو روشن کرے۔ آمین‘‘

(الفضل 11/اپریل 1921ء)

(انوار العلوم جلد 6 صفحہ 53 تا 65)

پریس ریلیز 03 جون 2014ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعتِ احمدیہ جرمنی کے انتالیسویں جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے جرمنی رونق افروز ہوگئے

(عابد وحید خان۔ انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس)

عالمگیر جماعتِ احمدیہ کے امام حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ 02/ جون 2014 بروز سوموار جرمنی رونق افروز ہوئے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن سے جرمنی جانے کے لیے جب English Channel کو عبور کر کے فرانس کی حدود میں داخل ہوئے تو وہاں جماعتِ احمدیہ جرمنی کے امیر محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے متعدد عہدیداران کے ہمراہ حضورِ انور کے استقبال کی سعادت حاصل کی اور یہاں سے جرمنی تک کے سفر میں حضورِ انور کے قافلہ کے ہمراہ سفر کرنے کی سعادت پائی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب رات نو بج کر چالیس منٹ پر مسجد بیت السبوح فرانکفرٹ پہنچے تو سینکڑوں احمدی مرد و زَن اور بچے ایک مرتبہ پھر اپنے پیارے امام کے استقبال کے لیے خوشی کے جذبات لیے وہاں موجود تھے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعتِ احمدیہ جرمنی کے انتالیسویں جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے جرمنی تشریف لے گئے ہیں۔ یہ جلسہ جرمنی کے شہر کالسروئے (Karlsruhe) میں ہوگا جس میں دنیا بھر کے مختلف ممالک سے تیس ہزار کے قریب لوگوں کی شمولیت متوقع ہے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تین روزہ جلسہ میں جو مؤرخہ 13/ تا 15/ جون 2014ء منعقد ہوگا احمدی شرکائے جلسہ اور غیر احمدی مہمانوں سے اسلام کی حقیقی اور امن پسند تعلیم کے بارے میں بصیرت افروز خطاب فرمائیں گے۔

حضورِ انور اپنے قیامِ جرمنی کے دوران ہزاروں احمدیوں کو شرفِ ملاقات بھی بخشیں گے۔ جماعتِ احمدیہ سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے امام سے دینی و دنیوی امور میں رہنمائی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حضورِ انور کی دعاؤں سے بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔ ایک پچیس سالہ احمدی نوجوان انیس احمد ندیم نے جو اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح سے ملاقات کا شرف حاصل کر رہا ہے اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

’’آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ذاتی طور پر ملنے کا سوچ کر میں کتنا فخر اور خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ دنیا میں کروڑوں لوگ ہیں جن کی یہ تمنّا ہے کہ وہ حضورِ انور سے شرفِ ملاقات حاصل کریں، مجھے یقین نہیں آ رہا کہ مجھے حضور سے ملاقات کا موقع مل رہا ہے۔ میری یہ آرزو ہے کہ میں حضورِ انور کے بابرکت ہاتھ کو چھولوں، انہیں السلام علیکم کا تحفہ پیش کروں اور ان کی دعاؤں سے فیضیاب ہو سکوں۔ میں ان خوبصورت لمحات کو تمام عمر بھلا نہ سکوں گا۔‘‘

مزید تفصیلات کے لیے:
media@pressahmadiyya.com

جلسہ سالانہ کے شرکاء کے لئے دعائیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 342)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

بقیہ: دجّال کی حقیقت از صفحہ 2

ہوا ہے۔ جو سواری بناتے ہیں اُس کی گول چاند جیسی شکل بناتے ہیں۔ تقدیرِ الٰہی کام لے رہی ہے سارا، تاکہ لوگوں پر کھل جائے کہ کیا نقشہ ہے؟ اِتنا بیان فرمانے کے بعد پھر مزید یہ بتایا کہ وہ گدھا چلنے سے پہلے اعلان کیا کرے گا کہ یہ سواری اَب چلنے والی ہے۔ جس نے آنا ہے آکے بیٹھ جائے اَور اُس کے بعد پھر وہ رَوانہ ہوا کرے گا منزل بہ منزل! اَب آپ یہ دیکھ لیں کہ جتنی بھی سواریاں اَنگریزوں نے، عیسائیوں نے اِیجاد کی ہیں اُن پر یہ ساری تفصیل لفظاً لفظاً صادق آرہی ہے۔ چلنے سے پہلے گاڑی یہ اعلان کرتی ہے whislte بجاتی ہے، اعلان ہوتا ہے۔ ہوائی جہاز سے اعلان ہوتا ہے کہ یہ جہاز نیویارک کے لئے تیار ہے، یہ فرانکفرٹ کے لئے تیار ہے، یہ فلاں جگہ کے لئے تیار ہے۔ اَور بسیں رہ گئیں وہاں بھی وہ بجاتے ہیں اُن کے کنڈیکٹر اَور کچھ نہیں تو وہ تھپتھپی کر دیتے ہیں body پر، جاؤ جا کے بیٹھو جس نے چلنا ہے چلے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اَگر دیکھنا ہو تو اِن معنوں میں نظر آتا ہے نہ کہ ظاہری لفظوں میں اَور یہ کہتے ہیں نشانی کوئی نہیں پوری ہوئی۔ اَب کیسے کوئی دِکھائے؟ ایک دفعہ آسٹریلیا میں ایک سکول میں میرا لیکچر تھا۔ عیسائی لڑکے دو حصوں میں بٹ گئے تھے۔ اُنہوں نے باری باری سوال کرنے تھے۔ مختلف وہاں پہ سوال ہوئے، ایک اُن کا جو ایک عیسائی پادری بھی آیا ہوا تھا۔ پادری نے دیکھا کہ یہ اِسلام سے بہت متأثر ہو رہے ہیں۔ اَور بڑے کھل کے اِظہار کر رہے تھے کہ ہاں بہت اچھا ہے، صحیح جواب ملا ہمیں۔ اُس (پادری) نے شرارت سے ایک بچے کو یہ سکھایا کہ اِن سے پوچھو anti-christ کیا ہے؟ اُس کا مطلب تھا کہ تم anti-christ ہو، دَجّال ہو۔ Anti-christ دَجّال کو کہتے ہیں۔ اَور حضرت عیسٰی کے مقابلے کے لئے آئے ہو ہم تمہیں نہیں مانیں گے یہ مُراد تھی۔ تو مَیں نے کہا کہ بہت اچھا سوال کیا آپ نے، نشانیاں مَیں بتا دیتا ہوں پہچان تم لو۔ اَور مَیں نے رسولِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اَحادیث کی روشنی میں یہ نقشہ شروع کیا کہ anti-christ جو ہے اُس کا یہ نقشہ ہے۔ تھوڑی دیر اَبھی گزری تھی تو اُنہوں نے کہہ دیا ہم پہچان گئے، ہم پہچان گئے۔ ہر ایک کو پتہ لگ گیا تھا۔ آنکھیں بند کریں تو نہیں پتہ لگے گا۔ اِس لئے سمجھانا چاہئے دوستوں کو، کہ کیوں نہیں سمجھتے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے لئے دلیل ہے یہ پیشگوئی اَور پوری ہو چکی ہے۔ اَور پورے ہوئے سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔ یہ جو movement چلی ہے گاڑیوں وغیرہ کی اِیجادات کی اَور اِس کا آگے بڑھنا ایک سو سال سے اُوپر ہو چکا ہے اَور اَبھی تک اِن کو نہیں سمجھ آئی۔ یہ fire-power کی جو سواریاں ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے آنے سے کچھ عرصہ پہلے بننی شروع ہوئی ہیں۔ یہ بھی ایک نشان ہے۔ اَور جیسا کہ تھا کہ پہلے اِیجاد اِن کی ہوگی اَور پھر غلبہ اِن کا۔ دَجّال کے گدھے سے دَجّال کا غلبہ باندھا ہوا ہے خدا تعالیٰ نے اَور آپ یہ دیکھ لیں کہ ساری دُنیا پہ اِن قوموں کا غلبہ اِن سواریوں کے ذریعہ ہوا ہے۔ آج بھی جو قومیں زیادہ تیز رفتار سواریاں بنائیں گی وہی غالب آئیں گی۔ ...... یہی سواریاں ہیں جن کے ذریعہ دُنیا میں اَب طاقت کا فیصلہ ہونا ہے۔"

(مجلسِ عرفان منعقدہ 22 فروری 1987ء بمقام لندن)

{حوالہ جات کی تفصیل}

(1) دَجّال اَور اُس کے گدھے سے متعلق تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

☆ مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدّجال وصفتہ ومامعہ

☆ ذَوَاتُ السُّرُوْجِ وَالْفُرُوْجِ: دَجّال کی سواری کے اَندر روشنیاں، بہت سے دَر اَور کھڑکیاں ہوں گی۔ (بحوالہ بحارالانوار: جلد 3 صفحہ 64)۔

☆ اِنَّ مَعَهٗ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ: روٹیوں کا پہاڑ اَور پانی کا دَریا اُس کے ساتھ ہوں گے۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدّجّال)۔

☆ دَجّال کے گدھے کے دو کانوں کے دَرمیان ستّر باع کا فاصلہ اَور ماتھے پر چاند ہوگا۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن: صفحہ 477)۔

☆ مظاہرحق جدید شرح مشکوٰۃ اُردو از افادات علّامہ نواب محمد قطب الدّین خان دہلوی: جلد پنجم: صفحہ 46 تا 82: سن طباعت 2004ء: دارالاشاعت، ایم اے جناح روڈ کراچی۔

(2) یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الدَّجَالَ وَ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ (مسند احمد بن حنبل جلد 2: صفحہ 411: بروایت ابوہریرۃ) نیز (صحیح مسلم: کتاب الفتن: باب ذکر الدجال)

پریس ریلیز 05 جون 2014ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے 'مسجد مبارک' ویزبادن جرمنی کا سنگِ بنیاد

(عابد وحید خان۔ انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس)

جماعتِ احمدیہ کو یہ اعلان کرتے ہوئے دلی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ امام جماعتِ احمدیہ عالمگیر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 4/جون 2014ء کو اپنے دستِ مبارک سے جرمنی کے تاریخی شہر ویزبادَن (Wiesbaden) کی پہلی احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ حضورِ انور نے اس مسجد کے لیے

'مسجد مبارک' کا نام عطا فرمایا۔

سنگِ بنیاد کی اس تقریب میں چار سو سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔ ان معزز مہمانوں میں شہر کی پارلیمنٹ کے ڈپٹی پریذیڈنٹ Hans Peter-Schickel اور صوبہ Hessen کی پارلیمنٹ میں Ministry of Social Affairs & Integration کے سیکرٹری Joseph Dreiseitel بھی شامل تھے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ویزبادن تشریف آوری پر شہر کے لارڈ میئر Sven Gerich نے حضورِ انور کے استقبال کی سعادت حاصل کی۔

اس تقریب کا باقاعدہ آغاز امیر جماعتِ احمدیہ جرمنی جناب عبداللہ واگس ہاؤزر کے استقبالیہ ایڈریس سے ہوا۔ انہوں نے تقریب میں شامل معززین کو بتایا کہ یہاں جماعتِ احمدیہ کا قیام 1990ء میں عمل میں آیا تھا اور گزشتہ بیس سال سے ہم لوگ مسجد کی تعمیر کے لیے موزوں جگہ کی تلاش میں تھے۔

اس کے بعد تقریب میں شامل معززین میں سے بعض اسٹیج پر تشریف لائے اور اس شہر میں مسجد کے سنگِ بنیاد رکھے جانے پر مبارکباد دی۔

شہر کی پارلیمنٹ کے ڈپٹی پریذیڈنٹ Hans Peter-Schickel نے کہا:

"احمدیہ مسلم جماعت بہترین انداز میں اپنے گردو نواح میں رہنے والے لوگوں کی خدمت کرنے میں مصروفِ عمل نظر آتی ہے۔ آپ لوگ ہمیشہ اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ اسلام ایک پر امن مذہب ہے جو شدّت پسندی کی تمام قسموں کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔"

صوبہ Hessen کی پارلیمنٹ میں Ministry of Social Affairs & Integration کے سیکرٹری Joseph Dreiseitel نے کہا:

"میں اس منفرد تقریب میں شمولیت پر بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں اور آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس مسجد کا قیام دنیا بھر میں امن کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔"

اس تقریب کے مرکزی خطاب میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ کا ہمیشہ سے یہ ایمان رہا ہے اور اسی بات کی ہم ترویج بھی کرتے ہیں کہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کو پر امن طریق پر ایک دوسرے کے ساتھ مل جُل کر رہنا چاہیے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ افرادِ جماعتِ احمدیہ کا فرض بنتا ہے کہ اپنے گردونواح میں بسنے والے لوگوں کے ذہنوں سے اسلام کے منفی تأثر کو زائل کریں۔ اس کام کے لیے ضروری ہے کہ ہم لوگ اسلام کی سچی اور امن و آشتی پر مشتمل تعلیمات کو دنیا کے سامنے بیان کریں۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے دلوں کو محبت اور اپنائیت کے ذریعے ہی جیتا جا سکتا ہے۔

"ہم احمدی مسلمان کسی سے بھی نفرت کے قائل نہیں، اور ایسے لوگ جو ہماری مخالفت کرتے ہیں یا ہم سے نفرت کرتے ہیں ہم ان کا جواب بھی محبت اور دعاؤں سے ہی دیتے ہیں کہ یہی چیز قرآن سکھاتا ہے۔"

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے غیر احمدی مہمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

"میں اس تقریب میں شامل معزز مہمانوں سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ لوگ ہمارا پیغام سننے کے بعد دوسرے لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کے بارہ میں پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے میں ہماری مدد کریں۔ آپ لوگوں نے خود دیکھ لیا ہے کہ ہمارا پیغام دنیا میں بسنے والے تمام لوگوں کے لیے امن اور محبت پر مشتمل ہے۔"

حضورِ انور نے فرمایا:

"جب یہ مسجد تعمیر ہو جائے گی تو آپ لوگ خود اس بات کو دیکھ لیں گے کہ حقیقی مساجد معاشرے میں برائی اور نفرت کو پھیلانے کا ذریعہ نہیں ہوتیں بلکہ دنیا میں امن، محبت اور یگانگت پھیلانے کا باعث بنتی ہیں۔"

ویزبادَن (Wiesbaden) گرم پانی کے چشموں کی وجہ سے شہرت رکھتا ہے۔ ایک مہمان نے حضورِ انور کی خدمت میں ایک نفیس آبخورے میں اس علاقے کا پانی پیش کیا تھا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تحفہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"پانی زندگی کی ایک علامت ہے۔ احمدی مسلمان دنیا کے کونوں تک امن، محبت اور روحانی نور کو پھیلانے کا کام اس لیے سرانجام دے رہے ہیں کیونکہ ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے روحانی پانی سے فائدہ اٹھایا ہے۔"

حضورِ انور ایدہ اللہ نے اپنے اس خطاب کے بعد 'مسجد مبارک' کا سنگِ بنیاد رکھا۔ حضرت آپا جان صاحبزادی امۃ السبوح بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ بعد ازاں جماعتِ احمدیہ کی مرکزی، ملکی اور مقامی انتظامیہ سے تعلق رکھنے والے ممبران کے علاوہ اس تقریب میں شامل ہونے والے تین معزز مہمانوں نے بھی سنگِ بنیاد رکھنے کی سعادت حاصل کی۔

اس تقریب کے اختتام پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کروائی۔

واپس روانگی سے قبل حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت احمدی بچوں کو چاکلیٹس عطا فرمائیں۔

مزید معلومات کے لیے:

media@pressahmadiyya.com

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر126)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم دیکھتے ہو قوم میں عفّت نہیں رہی
وہ صدق، وہ صفا، وہ طہارت نہیں رہی
مومن کے جو نِشاں ہیں وہ حالت نہیں رہی
اُس یارِ بے نِشاں کی محبت نہیں رہی
اک سَیل چل رہا ہے گناہوں کا زور سے
سنتے نہیں ہیں کچھ بھی معاصی کے شور سے

(درّثمین شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان صفحہ 127)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ فروری، مارچ 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور جلد از جلد ان شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

ایک بچی کی تدفین

قیام پور ورکاں، ضلع گوجرانوالہ۔17/مارچ2014ء: اس گاؤں میں نو احمدی خاندان آباد ہیں۔17/مارچ کو اس گاؤں کے ایک احمدی رہائشی زاہد احمد کی بیٹی جس کی عمر دو ماہ تھی اللہ کو پیاری ہوگئی۔اس گاؤں میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کا مشترکہ قبرستان موجود ہے۔اس افسوسناک واقعہ کے بعد بچی کی آخری آرام گاہ تیار کی گئی۔

اس پر جہانگیر نامی ایک اوباش نے اعلان کیا کہ احمدیوں کو اس قبرستان میں اپنی میت دفنانے کی قطعًا اجازت نہ دی جائے گی۔مزید برآں اس نے اپنے ساتھ کچھ اور ملاّؤں کو ملا لیا۔ بعد ازاں قریب واقع دیہات (کامونکی اور صدوکی) سے چھ ملاّں موٹر سائیکلوں پر موقع پر پہنچ گئے۔انہوں نے عوام کو احمدیوں کے خلاف ’کافر‘ اور ’واجب القتل‘ کے فتوے دیتے ہوئے بھڑکانا شروع کر دیا۔ پولیس بھی معاملہ کا علم ہو جانے پر وہاں پہنچ گئی۔ حالات ناسازگار پاتے ہوئے احمدیوں نے اس معصوم بچی کو ایک احمدی کی ملکیتی زمین میں سپردِ خاک کرنے کا فیصلہ کیا۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ اس تدفین کے بعد بھی ملاّؤں احمدیوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کا سلسلہ جاری رکھنے کی کوشش کی یہاں تک کہ گاؤں کے کچھ عزت دار افراد کو انہیں خاموش کروانا پڑا۔

احمدی استاد کی مخالفت

سرگودھا؛ دسمبر۔فروری 2014ء: محمد عارف گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 54 جنوبی میں بطور SST خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ عارف صاحب اسی سکول میں عرصہ آٹھ سال تک بطور ہیڈ ماسٹر بھی فرائض سرانجام دے چکے ہیں۔انہیں احمدی مسلمان ہونے کی وجہ سے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

ان کے خلاف دسمبر 2013ء سے سازشیں ہو رہی ہیں۔گاؤں کے کچھ فتنہ پرداز لوگوں اور اسی سکول کے چار اساتذہ نے نویں اور دسویں کلاس کے طلباء کو ان کے خلاف بھڑکایا۔ان لوگوں نے سلطان کالونی میں واقع ایک مدرسہ سے ختمِ نبوّت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والے ملاّں کا تعاون بھی حاصل کیا۔ان سب لوگوں نے ایک جلوس کی شکل میں DCO کے دفتر کا گھیراؤ کیا اور اس کے سامنے گزرنے والی سڑک کو بلاک کر دیا۔اس ہجوم نے جماعتِ احمدیہ اور محمد عارف دونوں کے خلاف نفرت آمیز اور اشتعال انگیز نعرہ بازی کی۔انہوں نے ڈی سی او کے دفتر میں محمد عارف کے خلاف جھوٹے الزامات پر مشتمل ایک درخواست بھی جمع کروائی۔ اس درخواست میں درج تھا کہ ’’قادیانی ہیڈ ماسٹر احمدیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ہمیں اسمبلی میں اللہ تعالیٰ کا نام اور درود شریف پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا اور ٹیوشن فیس کے نام پر ہم سے پیسے وصول کرتا ہے وغیرہ وغیرہ‘‘۔ ان لوگوں نے مطالبہ کیا کہ محمد عارف کو نوکری سے فارغ کیا جائے۔ڈی سی او نے اس ہجوم سے ان کی درخواست پر کارروائی کرنے کا وعدہ کیا۔اس نے ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ آفیسر اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کے سپرد معاملہ کی تحقیقات کا کام کیا۔اس پر جلوس نے واپسی کا راستہ لیا اور جلوس میں شامل جتھے محمد عارف کے خلاف نعرے لگاتے، گالیاں دیتے اور انہیں علی الاعلان دھمکیاں دیتے اپنے اپنے گھروں کو ہو لیے۔

متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھنے والے افسران اسکول میں معاملہ کی تحقیقات کرنے کے لیے آئے تو سکول کے طلباء نے ان کے سامنے بھی محمد عارف کے خلاف نعرہ بازی کا سلسلہ جاری رکھا۔تحقیقات کے بعد معاملہ کھلا کہ گاؤں کے اکثر لوگ محمد عارف کے حق میں اچھی رائے رکھتے تھے نیز یہ کہ اسکول کے اٹھارہ میں سے چودہ اساتذہ بھی محمد عارف کو اس معاملہ میں بے گناہ خیال کرتے تھے۔ ابھی یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ سرگودھا سے کچھ ملاّں وہاں آن پہنچے اور مذہبی تعصب کی بنیاد پر لوگوں میں نفرت انگیز خیالات کی ترویج کرنے لگے۔محمد عارف نے انکوائری کمیٹی کو بتایا کہ یہ معاملہ ایسی صورت اختیار کر چکا ہے کہ ان کی جان کو بھی خطرہ ہے۔اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ برتی۔

مؤرخہ 13/دسمبر 2013ء کو محمد عارف کو اپنے فرائض کی ادائیگی روک دینے کا حکم موصول ہوا۔ اس پر انہوں نے EDO آفس سرگودھا میں اپنی حاضری لگانی شروع کر دی۔ انہیں وہاں بھی کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ان کے مخالفین نے اپنے سیاسی اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے ان کو مزید تنگ کرنا شروع کر دیا۔مخالفین میں سے ایک شخص کا بھائی سرگودھا کے ایک دینی مدرسہ کا مہتمم ہے۔دوسری جانب EDO نے جو کہ لمبی داڑھی رکھتا ہے محمد عارف صاحب کے ساتھ نہایت منفی رویہ اختیار کیا۔ یہ لوگ محمد عارف کو کسی دور دراز علاقہ میں ٹرانسفر کرنا چاہتے تھے۔ بالآخر محمد عارف کی ٹرانسفر چک نمبر 44 جنوبی میں واقع ایک سکول میں کر دی گئی۔

محمد عارف کو احمدی ہونے کی بنا پر 2001ء میں بھی کافی مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ان کے خلاف جھوٹے الزامات پر مشتمل درخواست جمع کروائی گئی تھی لیکن وہ اس تمام معاملہ میں باعزت بری ہوئے تھے۔ان کے خلاف سرگرم لابی انہیں تکلیف پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔

احمدی ڈاکٹر کو دھمکیاں

اوکاڑہ؛03/مارچ2014ء: ڈاکٹر محمد عمران شام کی نماز ادا کر کے اپنے کلینک آئے۔ وہاں دو نوجوان آئے جنہوں نے ان کے وزٹنگ کارڈ پر لکھے ہوئے نام ’محمد‘ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: ’تمہارا اس نام سے کیا واسطہ ہے، تم تو ایک قادیانی ہو اور واجب القتل ہو۔تمہیں سات دن کا وقت دیا جاتا ہے، اس علاقہ کو چھوڑ دو، بصورتِ دیگر نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔ہم تمہیں چھوڑیں گے نہیں!‘ یہ دھمکی دے کر وہ وہاں سے چلے گئے۔

لاہور سے کچھ تکلیف دہ خبریں

لاہور سے درج ذیل تکلیف دہ رپورٹس موصول ہوئی ہیں:

سمن آباد؛ 16/مارچ2014ء: ایک احمدی قریشی رفیق ظہور کی دکان پر کچھ نامعلوم افراد آئے، ان کی املاک کو نقصان پہنچایا اور انہیں ڈراتے دھمکاتے وہاں سے چلتے بنے۔ کچھ دیر بعد مقامی پولیس اسٹیشن کے ایس ایچ او کی جانب سے انہیں یہ پیغام موصول ہوا کہ ان کے خلاف مجلس ختمِ نبوّت مسلم ٹاؤن کی طرف سے دائر کی گئی ایک درخواست موصول ہوئی ہے جس کے اوپر ڈی ایس پی پولیس نے ’ضروری کارروائی‘ کرنے کا نوٹ لکھ کر اسے بھجوایا ہے۔اس درخواست کے ساتھ ایک کیلنڈر کی تصویر لف تھی جو قریشی رفیق کی دوکان میں آویزاں تھا۔ بعد ازاں ایس ایچ او ان کی دوکان پر خود آیا اور یہاں سے قرآن کریم کے کچھ سیپاروں کو اپنے ساتھ لے گیا۔

ان واقعات کی وجہ سے قریشی ظہور کافی پریشان ہیں اور خوف محسوس کر رہے ہیں۔

سمن آباد؛ 16/مارچ2014ء: سمن آباد کی مسجد کے سامنے ایک ریسٹورانٹ بنام Hot Chilli Restaurant واقع ہے۔اس ریسٹورنٹ کا مینیجر اور ایک ویٹر مسجد احمدیہ میں آئے اور انہوں نے ایک لفافے میں بند کچھ مذہبی کتابیں وہاں پر موجود لوگوں کے حوالے یہ کہتے ہوئے کیں کہ یہ کتب ان کے ریسٹورانٹ کے باہر موجود پائی گئی تھیں۔

اس پر CCTV کی فوٹیج کو چیک کیا گیا۔معلوم ہوا کہ ایک ملاّں دوپہر دو بج کر پندرہ منٹ پر وہاں آیا اور اپنے اردگرد ماحول کا جائزہ لینے کے بعد وہاں سے روانہ ہو گیا۔کوئی پانچ منٹ کے بعد دو آدمی ایک موٹر سائیکل پر آئے۔انہوں نے دو شاپنگ بیگ اٹھا رکھے تھے۔ان میں سے ایک نے مذہبی کتابوں سے بھرا ہوا ایک لفافہ ریسٹورنٹ کے باہر رکھا اور وہ وہاں سے چلے گئے۔

یقینًا یہ شرارت کسی خاص مقصد کے پیشِ نظر کی گئی تھی۔ پولیس کو اس واقعہ کی اطلاع کی گئی اور انہیں کیمرہ سے محفوظ کی جانے والی فوٹیج دکھائی گئی۔

سمن آباد؛ 28/مارچ2014ء: ایک احمدی کو جو اپنی کار میں جا رہے تھے ملّت چوک پر کچھ نامعلوم افراد نے روکا۔انہوں نے کار کی مکمل تلاشی لی اور اس کار میں لٹکی ہوئی دعائے سفر پر اعتراض کیا اور کہا کہ ’ایک قادیانی ہونے کے ناطے تمہیں قرآنی آیات کو اپنی گاڑی میں لٹکانے کا کوئی حق نہیں۔ یہ تمہارے لیے قانونی طور پر منع ہے‘۔

موقع پر پولیس پہنچی اور ان شرارتی لوگوں کو معاملہ رفع دفع کرنے کا کہا، لیکن لاحاصل! اس پر پولیس احمدی نوجوان اور شرپسند ملاّں کو پولیس اسٹیشن لے گئی اور احمدی نوجوان سے یہ حلف نامہ دستخط کروایا کہ اس نے یہ دعا جان بوجھ کر اپنی گاڑی میں نہیں لٹکائی تھی جس پر اسے جانے کی اجازت دے دی گئی!

ضلع فیصل آباد میں مخالفت کی لہر

جڑانوالہ؛8/فروری2014ء: یہاں پر واقع ابوذَر کالونی میں اینٹی احمدیہ کانفرنس ہوئی۔اس کا آغاز نمازِ عشاء کے بعد ہوا اور یہ رات ایک بجے تک چلتی رہی۔معمول کے مطابق مقررین نے جماعتِ احمدیہ اور اس کے بزرگوں کے خلاف نفرت انگیز اور غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے معاشرے کی فضا کو مکدّر کر دیا۔مزید برآں مقررین نے احمدیوں سے سوشل بائیکاٹ کرنے کے فتاویٰ جاری کیے۔

ان میں سے ایک ملاّں نے یہ بیان دیا کہ وہ ایسی ہی ایک کانفرنس قادیان (انڈیا) میں بھی منعقد کریں گے۔ اس کانفرنس کے شاملین سے احمدیوں کے سوشل بائیکاٹ کا وعدہ لیا گیا اور ایسے لوگوں کے نام ایک فہرست میں درج کیے گئے جو ’قادیانیت کے فتنے کی بیخ کنی‘ میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔

گنگا پور؛22/فروری2014ء: دو احمدی جوان محسن مسعود اور شعیب احمد ٹیوشن پڑھنے کے لیے اکیڈمی جا رہے تھے کہ علاقے کے تین ملاّؤں نے احمدی ہونے کی وجہ سے انہیں ڈرایا اور دھمکایا۔ ان شقی لوگوں نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے خلاف ناروا زبان کا استعمال کیا۔ ایک بدبخت نے تو شعیب کے اوپر تھوکا اور اسے گالیاں دیں۔ اسی طرح شعیب 8/فروری کو جمعہ کے دن دکان پر کچھ سامان خریدنے گیا تو دکاندار نے اسے دھکے دے کر یہ کہتے ہوئے دکان سے باہر نکال دیا کہ ’’ہم قادیانیوں کو چیزیں نہیں بیچتے۔‘‘

ملتان میں مذہب کے نام پر ذاتی انتقام

ٹاٹا پور؛16/فروری2014ء: ناصر احمد جٹ جو محمد شریف کے بیٹے ہیں ٹاٹا پور میں کاروبار کرتے ہیں۔ یہ اپنی دکان کی اوپر والی منزل پر واقع گھر میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کی دکان کے ساتھ ہی واقع ایک خستہ حال سٹور کے مالک نے اسے ایک شخص محمد رفیق کو فروخت کر دیا جو اسے ازسرِ نَو تعمیر کروانا چاہتا تھا۔ ناصر احمد کو اس کی پلاننگ سے بطور ایک ہمسایہ کے اتفاق نہ تھا چنانچہ ناصر احمد نے عدالتِ عالیہ سے اس عمارت کی تعمیر کے خلاف حکمِ امتناعی حاصل کر لیا۔محمد رفیق علاقہ میں اثر و رسوخ رکھتا ہے اور اور ممبرانِ اسمبلی کے ساتھ اس کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ چنانچہ اس نے بازار میں کاروبار کرنے والے کئی لوگوں اور اپنے سیاسی دوستوں کے تعاون سے دکان کا قبضہ لینے کی کوشش کی۔ اس کا یہ عمل عدالتِ عالیہ کے احکامات کے سراسر خلاف تھا۔ ناصر احمد نے اسے ایسا کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ چنانچہ پولیس موقع پر پہنچی اور زیادتی کرتے ہوئے ناصر احمد کو اور قبضہ کرنے کی کوشش کرنے والے افراد میں سے بھی ایک شخص کو گرفتار کر کے پولیس اسٹیشن لے گئی اور ان کے خلاف تعزیراتِ پاکستان دفعہ 107/151 مقدمہ درج کر لیا۔ اگلے دن ناصر احمد ضمانت پر رہا ہوئے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم نصیر احمد بٹ صاحب کی شہادت

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14 ستمبر 2010ء کی ایک خبر کے مطابق 8/ستمبر 2010ء کی دوپہر فیصل آباد میں مکرم نصیر احمد بٹ صاحب ولد مکرم اللہ رکھا بٹ صاحب کو ایک نامعلوم موٹر سائیکل سوار نے فائرنگ کرکے اُس وقت شہید کردیا جب آپ اپنی پھل کی دکان پر گاہکوں کو پھل دے رہے تھے۔ حملہ آور نے مکرم نصیر احمد بٹ صاحب پر چھ سات فائر کئے جو کہ ان کے چہرے، گردن اور چھاتی پر لگے اور وہ موقع پر ہی شہید ہوگئے۔ حملہ آور موقع سے فرار ہوگیا۔ شہید مرحوم اپنے علاقہ میں جانے پہچانے اور ہردلعزیز احمدی تھے۔ قریبی غیراز جماعت لوگوں سے بھی اچھے تعلقات تھے۔ ان کی عمر 50 سال تھی۔ مرحوم نے پسماندگان میں والدین کے علاوہ اہلیہ محترمہ، ایک بیٹا اور 2 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم امتیاز احمد صاحب شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 20 اکتوبر 2010ء میں شائع ہونے والے مکرم زکریا نصراللہ خان صاحب کے مضمون میں مکرم امتیاز احمد صاحب شہید کا ذکر خیر شامل ہے جنہوں نے 28 مئی 2010ء کو دارالذکر لاہور میں ڈیوٹی دیتے ہوئے شہادت پائی۔

شہید مرحوم گیٹ پر باہر کی طرف حفاظتی ڈیوٹی پر مقرر تھے۔ چنانچہ آپ حملہ کی ابتدا ہی میں گولیوں کی زد میں آ گئے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر 33 سال تھی۔ آپ یکم اکتوبر 1976ء کو مکرم چوہدری نثار احمد صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ سے بڑے دو بھائی اور تین بہنیں ہیں جبکہ آپ سے ایک بھائی چھوٹا بھی ہے۔ آپ کا آبائی گاؤں چیچہ وطنی ساہیوال میں تھا۔ آپ کے دادا کا نام مکرم چوہدری محمد بوٹا صاحب تھا۔ جبکہ آپ کے نانا مکرم چوہدری شرف دین دارا پوری صاحب تھے۔ یہ گھرانہ نہایت مخلص اور فدائی ہے اور قربانی دینے کا ہنر بھی جانتا ہے۔ چنانچہ آپ کے دادا کی وفات پر معاندین نے ایسی مخالفت کی کہ پولیس نے قبرکشائی کی اور اُن کو آپ کے خاندانی رقبہ میں دفنانا پڑا۔

بچپن ہی سے شہید مرحوم کی شخصیت میں ایک مقناطیسی کشش محسوس ہوتی۔ آپ انتہائی عجز وانکساری سے مسلسل اور انتھک خدمت بجا لانے والے وجود تھے۔ شخصیت میں ایک پُروقار ٹھہراؤ تھا۔ چہرہ پر ہمیشہ مسکراہٹ سجائے، نیچی نظروں کے ساتھ کلام کرتے تھے۔ سلسلہ کی خدمت بڑی چاہت و محبت کے ساتھ لگاتار کرتے رہتے تھے اور خاکسار سمیت سب دیکھنے والوں کو یوں معلوم ہوتا گویا اس خدمت کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا خیال کرتے تھے۔ شاید یہی خوبی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیب سے رزق عطا کیا اور آپ ایک مضبوط اور مستحکم کاروبار کے مالک تھے۔

خدام الاحمدیہ میں کئی انداز سے خدمات سرانجام دیں۔ قائد مجلس بھی رہے اور ضلع لاہور کی عاملہ میں کئی سال سے مختلف شعبہ جات کے ناظم چلے آرہے تھے۔ دارالذکر کے نگران سکیورٹی انچارج بھی تھے۔ آپ ایک نڈر اور پُرعزم وجود تھے۔ آپ نے ڈائری کے پہلے صفحہ پر لکھ رکھا تھا: ’’بزدل بار بار مرتے ہیں اور بہادر کو صرف ایک بار موت آتی ہے!‘‘۔

شہادت سے کچھ دن قبل آپ نے اپنی ہمشیرہ کی ڈائری میں لکھا:

’’یہ ادا عشق و وفا کی ہم میں
اک مسیحا کی دعا سے آئی ہے‘‘

شہادت سے کچھ دن قبل جب آپ خدمت سلسلہ کے کاموں سے فارغ ہوکر حسب معمول رات گئے گھر پہنچے اور اگلے دن صبح پو پھٹنے سے بہت پہلے دوبارہ کسی کام کے سلسلہ میں تیار ہونے لگے تو آپ کی اہلیہ نے کہا کہ تھوڑا آرام بھی کرلیا کریں تو آپ نے جواباً کہا کہ: مجھے اس دنیا کے نہیں بلکہ اگلے جہان کے آرام سے غرض ہے۔

شہید مرحوم کے پسماندگان میں والدین اور بھائی بہنوں کے علاوہ اہلیہ محترمہ، ایک چارسالہ بیٹا اور دوسالہ بیٹی شامل ہے۔ دونوں بچے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔

مکرم ریاض احمد صاحب شہید اور مکرم امتیاز احمد صاحب شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 23 ستمبر 2010ء میں مکرم رانا محمد ظفراللہ صاحب مربی سلسلہ کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں پشاور میں ہونے والے ایک بم دھماکے میں شہید ہونے والے دو احمدی نوجوانوں کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کی تقرری جب ’چینی پایاں‘ پشاور میں ہوئی تو بعض احمدی نوجوانوں نے پشتو سپیکنگ کے اس اجنبی علاقے میں خاص طور پر خاکسار کا بہت ساتھ دیا جن میں خاص طور پر مکرم مختار احمد خان صاحب سابق انسپکٹر مال اور ان کے دو بیٹے شامل تھے۔ ان کی فیملی نے بھی میری فیملی کا جس طرح خیال رکھا وہ بھی مثالی تھا۔ کچھ عرصہ ہمارا قیام اِن کے مردانہ حصہ میں رہا جس میں ایئرکنڈیشنر بھی لگا ہوا تھا۔ مکرم مختار احمد صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ ان کا چھوٹا بیٹا امتیاز احمد مربی سلسلہ بنے۔ یہ دونوں نوجوان بھائی اپنے کسی کام کے سلسلہ میں پشاور میں بینک کے قریب سے گزر رہے تھے کہ بم دھماکہ ہوگیا اور یہ دونوں موقع پر شہید ہوگئے۔

ریاض احمد صاحب شادی شدہ تھے۔ حضور انور نے دونوں شہید بھائیوں کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ ان کے لواحقین میں والدہ، ایک بہن، اور ریاض احمد شہید کی بیوی اور بچہ شامل ہیں۔

احمدیہ مسجد مردان پر خودکش حملہ میں محترم شیخ عامر رضا صاحب کی شہادت

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6 ستمبر 2010ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق 3/ستمبر 2010ء کو خطبہ جمعہ کے دوران دو دہشتگردوں نے احمدیہ مسجد مردان پر حملہ کیا۔ پہلے ایک گرنیڈ پھینکا گیا جو پھٹ نہ سکا۔ ایک حملہ آور نے مسجد کے گیٹ سے اندر گھسنے کی کوشش کی لیکن ڈیوٹی پر موجود خدام کے فائر سے زخمی ہوا اور جب اندر نہ جاسکا تو اُس نے اپنے آپ کو دھماکے سے اُڑا لیا جس سے مسجد کا گیٹ اور بیرونی دیوار مکمل طور پر گر گئے۔ نیز قریبی احمدی گھروں کی دیواریں بھی گر گئیں۔ اسی اثناء میں حملہ آور کا دوسرا ساتھی جو خود بھی زخمی ہو چکا تھا موقع پاکر فرار ہوگیا۔ ڈیوٹی پر موجودہ احمدی خادم شیخ عامر رضا صاحب اندر کے دروازہ پر ڈیوٹی دے رہے تھے۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ اُس سے وہ دروازہ ٹوٹ کر اُن کے اوپر آگرا جس سے وہ شدید زخمی ہوگئے ان کو زخمی حالت میں ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہ راستے میں ہی جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

اس وقت تقریباً 50 نمازی مسجد میں موجود تھے۔ تاہم دھماکہ اور فائرنگ کی آواز آتے ہی یہ لوگ مسجد سے ملحق مکرم شیخ عامر رضا صاحب کے گھر میں شفٹ ہوگئے اور صرف چار خدام معمولی زخمی ہوئے۔

مکرم شیخ عامر رضا صاحب ولد مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب کی عمر 40 سال تھی۔ اس وقت بطور سیکرٹری وقف جدید خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ علاوہ ازیں قائد مجلس اور قائد ضلع کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پاچکے تھے۔ آپ الیکٹرونکس اور بعض فُوڈ ایجنسیوں کا کامیاب بزنس کررہے تھے۔ نہایت مخلص اور محنتی احمدی تھے۔ آپ نے لواحقین میں اہلیہ محترمہ لبنیٰ عامر صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بچی عمر ڈیڑھ سال سوگوار چھوڑے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 3 ستمبر 2010ء میں اس واقعہ کا بھی ذکر فرمایا اور شہید مرحوم کے کوائف بیان کرکے نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

محترم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 4/اکتوبر 2010ء میں مکرم رانا عبدالرؤف صاحب نے اپنے مضمون میں اپنے ہم زلف اور خالہ زاد محترم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب شہید کا ذکر خیر کیا ہے جو 28/مئی 2010ء کو دارالذکر لاہور کی دہشتگردی میں شہید ہوگئے۔

نماز جمعہ سے تھوڑی ہی دیر پہلے محترم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب اپنی بیٹی کو میڈیکل کالج سے گھر لائے اور جلدی میں کھانا کھائے بغیر دارالذکر چلے گئے۔ دہشتگردوں کے حملہ کی ابتداء میں ہی اُن کی گولیوں سے شہادت کا درجہ پایا۔ آپ کے بیٹے ڈاکٹر نبیل طارق کو بھی دو گولیاں (بازو اور ران میں) لگیں اور کچھ Splinters بھی جسم کے مختلف حصوں پر لگے۔

محترم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب ایک نہایت پڑھے لکھے خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے نانا خان بہادر نعمت خان صاحب ریٹائرڈ سیشن جج، ICS میں ٹاپ کرنے والے طالب علم تھے۔ وہ لمبا عرصہ تک جلسہ سالانہ قادیان و ربوہ کے ایک سیشن کی صدارت بھی کرتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب کی والدہ صاحبہ بھی ایک تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ اسی طرح محترم ڈاکٹر صاحب بھی ایک قابل تقلید زندگی گزار کر گئے۔ اپنی ڈیوٹی انتہائی ایمانداری، محنت اور لگن سے ادا کرتے۔ غریبوں اور عزیز رشتہ داروں کا خاص خیال رکھتے۔ مہمان نوازی کا وصف ڈاکٹر صاحب اور ان کی زوجہ کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر عطا کیا تھا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب خود بہت خاموش طبع تھے۔ غیرضروری بحث مباحثہ میں دخل نہ دیتے تھے۔ آپ کے ددھیال میں صرف آپ کے والد چوہدری محمد یوسف صاحب اکیلے احمدی تھے اور مخلصین میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ایمانداری کا وصف ننھیال اور والد کی طرف سے ورثہ میں ملا۔ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں بے جا بیبا کی قطعاً نہ تھی۔ کسی امیر غریب رشتہ دار سے یکساں ملنا ان کا وصف عظیم تھا۔ کبھی آپ کو اونچی آواز میں بات کرتے نہیں سنا۔ اپنی طبی مصروفیات کے باوجود گھر کی ہرضرورت کا خود خیال رکھتے۔ چندہ دینے کی ایک تاریخ مقرر کررکھی تھی۔ مقررہ تاریخ پر خود جاکر چندہ ادا کرتے۔ باوجود صاحب ثروت ہونے کے بچوں کو بسوں ویگنوں میں بھی بھیجنے سے کبھی اجتناب نہ کیا۔

آپ اپنے پیشے میں مستند مانے جاتے تھے۔ قصور میں آپ نے اپنا ریڈیالوجی کلینک بنایا ہوا تھا۔ شہادت سے چند روز قبل فیس میں اضافہ کی تختی بنوائی لیکن بعد میں اس تختی کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا اور پوچھنے پر بتایا کہ پتہ نہیں قصور کے اردگرد کے لوگ میری موجودہ فیس بھی کیسے ادا کرتے ہوں گے (جو کہ دوسرے ڈاکٹروں کی نسبت کہیں کم تھی)۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب "Revelation, Rationality ... " اس قدر پسند تھی کہ عش عش کر اٹھتے۔ باوجود مصروفیت کے جماعتی اجلاسوں میں شرکت کرتے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16/اگست 2010ء میں شامل اشاعت مکرم اعظم نوید صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

ہر آنکھ اشکبار ہے ، ہر دل ہے غمزدہ
لاہور میں یہ دردناک سانحہ ہوا
گھر میں خدا کے ایک قیامت بپا ہوئی
معصوم جانوں پر ہوا اِک ظلم بے بہا
ہر سمت جوئے خون تھی گویا رواں ہوئی
محوِ درود پھر بھی تھا ہر چھوٹا اور بڑا
جاں نذر کی یوں خالق و مالک کے نام پر
ہونٹوں پہ ان کے شکوہ تھا، نہ کوئی تھا گِلہ
انصاف یہ خدا کی عدالت کرے گی اب
دعویٰ اُسی کے سامنے ہے ہم نے کردیا

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 26/اگست 2010ء میں خلافت کے حوالہ سے مکرم مبارک احمد عابد صاحب کی ایک نظم بعنوان ’’سدا بہار شجر‘‘ شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

رہتے ہیں ترو تازہ وہی پات شجر کے
ہر رُت میں جو ہر حال میں ہوں ساتھ شجر کے
دنیا کی کڑی دھوپ میں پاتے ہیں اماں وہ
اس سائے تلے بیٹھیں جو دن رات شجر کے
آکاش پہ لے جاتی ہیں خود ان کو ہوائیں
جو گونجتے عالم میں ہیں نغمات شجر کے
پھر آ گیا گلشن میں ہے پھل پھول کا موسم
پھر اُٹھے دعاؤں کے لئے ہاتھ شجر کے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
June 20, 2014 – June 26, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday June 20, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-ul-Hadith
00:45 Yassarnal Quran
01:15 Inauguration of Baitul Nur Calgary: Recorded on July 4, 2008.
02:30 Japanese Service
03:20 Tarjamatul Quran Class: Recorded on July 3, 1997.
04:25 Hijrat
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 143
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran:
06:50 Inauguration of Baitul Nur Calgary: Recorded on July 4, 2008
07:30 Siraiki Service
08:20 Rah-e-Huda
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:35 Dars-e-Hadith
12:00 Live Friday Sermon
13:20 Seerat-un-Nabi
13:50 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:05 Yassaral Quran
14:35 Shottor Shondhane
15:40 Dua-e-Mustajaab
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Inauguration of Baitul Nur Calgary [R]
19:20 Real Talk
20:25 Deeni-o-Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda

Saturday June 21, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55 Yassarnal Quran
01:00 Inauguration Of Baitul Nur Mosque
02:10 Friday Sermon: Recorded on June 20, 2014.
03:20 Rah-e-Huda
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 144.
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:15 Repeat of Jalsa Salana Germany Proceedings .
08:15 Friday Sermon: Repeat of live Friday sermon delivered by Huzoor on the occasion of Jalsa Salana Germany.
09:20 Question And Answer Session: Recorded on June 15, 1996.
10:05 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Recorded on June 20, 2014.
12:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Kuch Ya'adain Kuch Ba'atain
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana Germany Proceedings [R]

Sunday June 22, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:50 Al-Tarteel
01:20 Jalsa Salana UK Address
02:30 Story Time
02:55 Friday Sermon: Recorded on June 20, 2014.
04:05 Kuch Ya'adain Kuch Ba'atain
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 145.
06:00 Tilawat
06:10 Jalsa Salana Germany: Repeat Proceedings of Day 2 Jalsa Salana Germany 2014 including various programmes.
10:25 Jalsa Salana Germany: Repeat Proceedings of Day 2 Jalsa Salana Germany 2014 including various programmes.
12:40 Jalsa Salana Germany: Repeat Proceedings of Day 2 Jalsa Salana Germany 2014 including various programmes.
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on May 20, 2013
19:30 Real talk
20:30 Roots To Branches
21:00 Press Point
22:20 Friday Sermon [R]
23:30 Question And Answer Session: Recorded on January 14, 1996

Monday June 23, 2014

00:20 World News
00:35 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50 Yassarnal Quran
01:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:15 Roots To Branches
02:40 Friday Sermon: Recorded on June 20, 2014.
03:50 Real talk
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 146.
06:00 Tilawat & Dars
06:35 Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana Germany Address: Concluding Address by Huzoor.
07:50 International Jama'at News
08:25 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:50 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on July 06, 1998.
09:50 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on March 28, 2014.
11:00 Malayalam Service
11:45 Tilawat & Dars
12:15 Al-Tarteel
12:45 Friday Sermon: Recorded on September 5, 2008.
13:50 Bangla Shomprochar
14:50 Malayalam Service
15:35 Rohaani Khazaain Quiz
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana Germany Address [R]
19:10 Seerat Hazrat Masih-e-Maood
19:30 Real Talk
20:30 Rah-e-Huda
22:05 Friday Sermon [R]
23:15 Malayalam Service
23:55 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood

Tuesday June 24, 2014

00:20 World News
00:40 Tilawat & Dars
01:15 Al-Tarteel
01:45 Jalsa Salana Germany Address
02:45 Kids Time
03:15 Friday Sermon: Recorded on September 12, 2008.
04:25 Rohaani Khazaain Quiz
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 151.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on May 20, 2013.
08:00 Aaina
08:35 Australian service
09:00 Question And Answer Session: Recorded on January 14, 1996
10:00 Indonesian service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on May 23, 2014.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service
15:25 Aaina
16:00 Press Point
17:15 Noor-e-Mustafwi
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on June 13, 2014.
20:30 Australia Service
21:00 Press Point
22:10 Aaina
22:40 Noor-e-Mustafwi
23:05 Question And Answer Session[R]

Wednesday June 25, 2014

00:00 World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:15 Noor-e-Mustafwi
01:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:30 Aaina
03:00 Press Point
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 148.
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:15 Al-Tarteel
06:45 Ansarullah Ijtema UK: Recorded on October 7, 2012.
08:05 Real Talk
09:05 Question And Answer Session: Recorded on June 15, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:15 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on September 12, 2008.
14:10 Bangla Shomprochar
15:15 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:50 Kids Time
16:20 Faith Matters
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Ansarullah Ijtema UK [R]
19:40 Real Talk
20:40 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:15 Kids Time
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Intikhab-e-Sukhan

Thursday June 26, 2014

00:15 World News
00:35 Tilawat & Dars
01:10 Al-Tarteel
01:40 Ansarullah Ijtema UK
03:00 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:45 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 149.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Opening Ceremony Address at Khadeeja Mosque: Recorded on October 16,2008
08:00 Beacon of Truth
09:00 Tarjamatul Quran Class: Recorded on July 9, 1997.
10:05 Indonesian Service
11:05 Pushto Muzakarah
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
12:55 Beacon Of Truth
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on June 20, 2014.
15:05 Hijrat
15:35 Maseer-e-Shahindgan
16:05 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
16:30 Tarjamatul Quran Class [R]
17:35 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
18:00 World News
18:25 Opening Ceremony Address at Khadeeja Mosque [R]
19:25 Faith Matters
20:25 Hijrat
21:00 Tarjamatul Quran Class [R]
22:00 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
22:55 Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 21 | Friday 13 June, 2014 | Issue No. 24

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2014ء

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن (برطانیہ) سے روانگی اور بیت السبوح فرانکفرٹ (جرمنی) میں ورودِ مسعود۔ احباب جماعت کی طرف سے پُرجوش والہانہ استقبال۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ کم و بیش 350 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ تقریبات آمین

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

2 جون 2014ء بروز سوموار

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمنی کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے صبح پونے دس بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی احباب جماعت مرد و خواتین مسجد فضل لندن کے احاطہ میں جمع تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے احباب کے درمیان رونق افروز رہے۔ ہر ایک شخص اپنے پیارے آقا کے شرف زیارت سے فیضیاب ہوا۔ امیر صاحب جماعت برطانیہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بعد ازاں حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد چار گاڑیوں پر مشتمل قافلہ برطانیہ کے ساحلی شہر Dover کی طرف روانہ ہوا۔

لندن اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں آباد لوگ یورپ کا سفر عموماً اسی بندرگاہ سے کرتے ہیں۔ Dover کی طرف جاتے ہوئے، Dover سے گیارہ میل پہلے وہ مشہور Channel Tunnel ہے جو سمندر کے نیچے سے برطانیہ اور فرانس کے ساحلوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اس Tunnel (سرنگ) کے ذریعہ کاریں اور دیگر گاڑیاں بذریعہ ٹرین فرانس کے شہر Calais تک پہنچتی ہیں۔ آج اسی چینل ٹنل کے ذریعہ قافلہ کے سفر کا پروگرام تھا۔

لندن سے مکرم منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر جماعت یوکے، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج یوکے، مکرم منیر الدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن، مکرم سید وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ یوکے، مکرم مرزا ناصر انعام صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے، مکرم ظہور احمد صاحب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری، مکرم عمران ظفر صاحب مہتمم عمومی خدام الاحمدیہ، مکرم محمود احمد خان صاحب حفاظت خاص اور خدام کی سیکورٹی ٹیم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے چینل ٹنل تک قافلہ کے ہمراہ آئے تھے۔

قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد سوا بارہ بجے Channel Tunnel پہنچے۔ لندن سے ساتھ آنے والے احباب نے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہا۔

امیگریشن کی کارروائی اور دیگر سفری امور کی تکمیل کے بعد قریباً ایک بجے گاڑیاں ٹرین پر بورڈ کی گئیں۔ یہ ٹرین دو منازل پر مشتمل ہے اور اس کے اندر ایک وقت میں 180 کاریں مع مسافر Board کی جاتی ہیں۔ قافلہ کی گاڑیاں پہلی منزل پر Board ہوئیں۔

ٹرین اپنے وقت کے مطابق ایک بج کر بیس منٹ پر، 140 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے فرانس کے ساحلی شہر Calais کے لئے روانہ ہوئی۔ اس سرنگ کی کُل لمبائی 31 میل ہے اور اس میں سے 24 میل کا حصہ سمندر کے نیچے ہے۔ اس سرنگ کا گہرا ترین حصہ سمندر کی تہہ سے 75 میٹر یعنی 250 فٹ نیچے ہے۔ اب تک پانی کے نیچے بننے والی ٹنل میں سے یہ دنیا کی سب سے بڑی ٹنل (Tunnel) ہے۔

قریباً 35 منٹ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق دو بج کر 55 منٹ پر فرانس کے شہر Calais پہنچے۔ فرانس کا وقت برطانیہ کے وقت سے ایک گھنٹہ آگے ہے۔

ٹرین کے رُکنے کے بعد قریباً پانچ منٹ کے وقفہ سے گاڑیاں ٹرین سے باہر آئیں اور موٹروے پر سفر شروع ہوا۔

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق یہاں سے قریباً چھ کلومیٹر کے فاصلہ پر Calais شہر کے علاقہ Chemin Vert Courte Paille کے ایک ریسٹورنٹ کے پارکنگ ایریا میں جماعت جرمنی سے آئے ہوئے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کرنا تھا اور پروگرام کے مطابق اسی جگہ دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔

جماعت جرمنی کے خدام کی ایک گاڑی قافلہ کو Escort کرتے ہوئے ریسٹورنٹ کے اس پارکنگ ایریا میں لے آئی جہاں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی، مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری، مکرم یحییٰ زاہد صاحب اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری، مکرم حسنات احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم عبداللہ سپراء صاحب، مکرم ڈاکٹر محمد اطہر زبیر صاحب اور مکرم فیضان احمد صاحب انچارج سیکورٹی نے اپنے خدام کی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ان سبھی احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

بعد ازاں کھانے وغیرہ سے فراغت کے بعد چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ریسٹورنٹ کے ایک بیرونی حصہ میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے ازراہ شفقت مکرم ڈاکٹر محمد اطہر زبیر صاحب سے ملک Sao Tome کے حالیہ سفر اور وہاں ہیومینٹی فرسٹ کے تحت ہونے والے کاموں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ نیز حضور انور نے مختلف امور کے حوالہ سے امیر صاحب جرمنی سے گفتگو فرمائی۔

بعد ازاں چار بج کر بیس منٹ پر یہاں سے آگے سفر پر روانگی ہوئی اور مزید 31 کلومیٹر کے سفر کے بعد فرانس کا بارڈر کراس کر کے ملک بیلجیم کی حدود میں داخل ہوئے اور بیلجیم میں 308 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد بارڈر کراس کر کے ملک جرمنی کی حدود میں داخل ہوئے اور جرمنی میں مزید 265 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد قریباً نو بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جرمنی جماعت کے مرکز ''بیت السبوح'' فرانکفرٹ میں ورودِ مسعود ہوا۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کار سے باہر تشریف لائے تو فرانکفرٹ اور جرمنی کے مختلف شہروں اور جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں اور بچیوں نے اپنے پیارے آقا کا بڑا پُرجوش استقبال کیا۔ بچیاں اور بچے ایک ہی رنگ کے لباس میں ملبوس، مختلف گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور خیرمقدمی گیت پیش کر رہے تھے۔ فرطِ عقیدت اور محبت سے ہر طرف سے ہاتھ بلند تھے اور احباب پُرجوش انداز میں نعرے بلند کر رہے تھے۔ اور مکرم ادریس احمد صاحب لوکل امیر فرانکفرٹ، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم محمد اشرف ضیاء صاحب مبلغ فرانکفرٹ اور مکرم عبدالسمیع صاحب شعبہ جائیداد بیت السبوح نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

بیت السبوح کا یہ بیرونی احاطہ دعائیہ نظموں، خیرمقدمی کلمات اور نعرہ ہائے تکبیر سے گونج رہا تھا۔ ایک طرف خواتین اور بچیاں کھڑی اپنے آقا کا دیدار کر رہی تھیں اور شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں تو دوسری طرف کھڑے مرد حضرات پورے ولولہ اور جوش سے نعرے بلند کر رہے تھے۔

اپنے پیارے آقا کا استقبال کرنے والے یہ احباب اور فیملیاں فرانکفرٹ شہر کے مختلف حلقوں اور جماعتوں کے علاوہ Wiesbaden, Darmstadt, Hanau, Offenbach, Friedburg, Dietzenbach, Bad Vilbel, Karben, Taunus, Gross Gerau, Dieburg, Neu Isfnburg, Dreieish, Langen, Nidda, Rodgau اور Appelheim کے علاقوں اور جماعتوں سے بھی آئے تھے اور لمبے سفر کر کے آئے تھے۔

بعض دُور کی جماعتوں مثلاً Heidelberg سے آنے والے احباب 145 کلومیٹر، Kassel سے آنے والے افراد 170 کلومیٹر، Koln سے آنے والے احباب پانچصد کلومیٹر کا لمبا فاصلہ طے کر کے اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے بیت السبوح پہنچے تھے۔

ان استقبال کرنے والے احباب مرد و خواتین بچے بچیوں کی تعداد پندرہ صد سے زائد تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دو رویہ کھڑے اپنے عشّاق کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بعد ازاں نو بج کر پچپن منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے آنے والے سبھی احباب مرد و خواتین نے اپنے آقا کی اقتداء میں نماز مغرب و عشاء پڑھنے کی سعادت پائی۔ دونوں مردانہ ہال

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں